علم نحو کی جامع کتاب ہدایۃ النحو کا جدید انداز میں عام فہم ترجمہ
تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق
تفہیم النحو
المعروف بہ
عطر النحو
مترجم
ابو الحسنین پروفیسر مفتی
حکیم محمد عارف محمود خان قادری
والضحیٰ پبلی کیشنز

علم نحو کی جامع کتاب ہدایۃ النحو کا جدید انداز میں عام فہم ترجمہ
تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

تفہیم النّحو

المعروف بہ

عطر النّحو

مترجم

ابو الحسنین پروفیسر مفتی
حکیم محمد عارف محمود خان قادری

والضحیٰ پبلی کیشنز
داتا دربار مارکیٹ لاہور۔ پاکستان
0300-7259263,0315-4959263

ابو الحسنین پروفیسر مفتی

مترجم: حکیم محمد عارف محمود خان قادری

تاریخ اشاعت: نومبر 2020ء

مکتبہ فیضان مدینہ

نزد فیضان مدینہ، مدینہ ٹاؤن۔ فیصل آباد

0312-6561574

والضحیٰ پبلی کیشنز

داتا دربار مارکیٹ لاہور۔ پاکستان

0300-7259263

0315-4959263

فہرست

مقدمة المصنف

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور بہترین انجام متقیوں کے لیے ہے اور درود و سلام نازل ہو اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی تمام آل اور تمام اصحاب پر۔

کچھ کتاب کے بارے میں:

اما بعد! یہ مضبوط مختصر کتاب نحو ہے میں جس میں نحو کے مقاصد میں نے جمع کیے، کافیہ کی ترتیب پر ابواباً اور تفصیلاً مثالوں کے ارادے کے ساتھ واضح عبارت سے اس کے تمام مسائل بغیر تعرض و دلیل اور علت کے تاکہ مبتدی کے ذہن کو مسائل کے سمجھنے میں تشویش نہ ہو۔

کتاب کی وجہ تسمیہ:

اور میں نے اس کا نام "ہدایۃ النحو" رکھا اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہدایت دے طلباء کو (بندہ ناچیز نے ترجمہ و تلخیص کا نام "عطر النحو" رکھا تاکہ متعلمین کے مسام دماغ کو اس طرح معطر و معنبر کر دے کہ ان کے لیے شاہراہِ ترکیب پر چلنا دشوار نہ رہے۔ مترجم۔)

کتاب کی ترتیب:

اور میں نے اسے مرتب کیا ایک مقدمہ، تین اقسام اور ایک خاتمہ پر بہت زیادہ جاننے والے غالب بادشاہ کی توفیق سے۔

بہر حال مقدمہ تو ابتداء میں ہے جس کی تقدیم واجب ہے تاکہ مسائل کی بنیاد ٹھہرائی جائے اس پر پس اس میں تین فصلیں ہیں:

پہلی فصل

نحو کی تعریف:

نحو چند ایسے اصولوں کے علم کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلمات کے آخر کے احوال معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں اور کلمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

غرض:

عربی کلام کرتے وقت ذہن کو لفظی غلطی سے بچانا۔

موضوع:

نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہیں۔

دوسری فصل

کلمہ کی تعریف:

کلمہ ایسا لفظ جس کو وضع کیا گیا ہو مفرد معنی کے لیے اور وہ معنی منحصر ہوتا ہے ان تین اقسام میں:

(۱):اسم (۲): فعل (۳): حرف

وجہ حصر:

کیونکہ کلمہ...

...یا تو یہ کہ بذاتِ خود دلالت نہیں کرتا اپنے معنی پر تو وہ حرف ہے۔

...یا وہ خود اپنے معنی پر بذاتِ خود دلالت کرتا ہے اور اس کا معنی ملا ہوا ہوتا ہے تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ تو وہ فعل ہے۔

...یا وہ خود دلالت کرتا ہے اپنے معنی پر اور نہیں ملا ہوا ہوتا اس کا معنی کسی بھی زمانہ کے ساتھ تو وہ اسم ہے۔

اسم کی تعریف:

ایسا کلمہ ہے جو دلالت کرے خود اپنے معنی پر بغیر ملے تین زمانوں مین سے کسی ایک کے ساتھ۔ جیسا کہ رَجُلٌ اور عَالِمٌ۔

تنبیہ: میری مراد تین زمانوں سے:

(۱): ماضی، (۲): حال (۳): مستقبل ہے۔

علاماتِ اسم:

اس کی علامات درج ذیل ہیں:

1) : خبروں کا صحیح ہونا اس سے، جیسے: زَيْدٌ عَالِمٌ

2) اضافت، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ

3) لامِ تعریف کا داخل ہونا، جیسے: اَلْغُلَامُ

4) جر اور تنوین، جیسے: بِزَيْدٍ

5) تثنیہ جیسے: رَجُلَانِ، غُلَامَانِ

6) جمع، جیسے: رِجَالٌ، غِلْمَانٌ

7) صفت، جیسے: جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ

8) مُصَغَّر، جیسے: رُجَيْلٌ۔

9) نداء، جیسے: يَا زَيْدُ

پس بے شک یہ تمام اسم کے خواص ہیں اور "اَلْاِخْبَارُ عَنْه" کا معنی یہ ہے کہ وہ محکوم علیہ ہو تا کہ وہ فاعل یا نائب الفاعل یا مبتداء ہو۔

اسم کی وجہ تسمیہ:

اور اس کا نام اسم رکھا گیا ہے اس کے بلند ہونے کی وجہ سے اپنی دو قسموں پر نہ کہ نام رکھا گیا ہے علامت ہونے کے معنی پر۔

فعل کی تعریف:

ایسا کلمہ جو دلالت کرے خود اپنے معنی پر وہ دلالت ملی ہوئی ہو تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جیسا کہ "ضَرَبَ"، "يَضْرِبُ"، "اِضْرِبْ"

فعل کی علامات:

اور اس کی علامات درج ذیل ہیں:

1) خبریں صحیح ہوں اس کے ساتھ نہ کہ اس سے۔

2) قد کا داخل ہونا، جیسے: قَدْ يَضْرِبُ۔

3) سین کا داخل ہونا، جیسے: سَيَضْرِبُ۔

4) سوف کا داخل ہونا، جیسے: سَوْفَ یَضْرِبُ۔

5) جزم کا داخل ہونا، جیسے: لَمْ یَضْرِبْ

6) پھیرنا ماضی اور مضارع کی طرف، ضَرَبْتُ، یَضْرِبُ

7) وہ امر یا نہی ہو، جیسے: اِضْرِب، لَا تَضْرِبْ۔

8) مرفوع بارز ضمیر متصل، جیسے: ضَرَبْتُ۔

9) نونِ تاکید ہو، جیسے: یَضْرِبَنَّ۔

پس بے شک یہ تمام خواص فعل کے ہیں۔ اور "اِخْبَارٌ بِہٖ" کا معنی یہ ہے کہ وہ محکوم بہ ہو۔

وجہ تسمیہ:

اور اس کا نام فعل رکھا گیا ہے اس کے اصل اسم کی وجہ سے اور وہ مصدر ہے کیونکہ بے شک مصدر فاعل کا فعل ہے حقیقتاً۔

حرف کی تعریف:

ایسا کلمہ جو خود اپنے معنی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ وہ دلالت کرتا ہے اپنے غیر کے معنی پر۔ جیسے: "مِنْ"

وضاحت: پس بے شک اس کا معنی ابتداء ہے اور یہ دلالت نہیں کرتا اس پر مگر بعد اس کے جو ذِکر کیا گیا ہو اس کی ابتداء سے، جیسے: بصرہ اور کوفہ مثلاً تو کہتا ہے: "سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوفَةِ (میں نے سیر کی بصرہ سے کوفہ تک)"

حرف کی علامات:

اور اس کی علامات یہ ہیں کہ

1) خبریں صحیح نہ ہوں اس سے اور نہ اس کے ساتھ، اور

2) یہ کہ حرف قبول نہیں کرتا اسم کی علامتوں کو اور نہ ہی فعل کی علامتوں کو۔

حرف کے بعض فوائد:

اور حرف کے لیے کلامِ عرب میں چند فوائد ہیں؛

...رابطہ دو اسموں کے درمیان، جیسے: "زَیۡدٌ فِی الدَّارِ"

...یا دو فعلوں کے درمیان رابطہ، جیسے: "اُرِیۡدُ اَنۡ تَضۡرِبَ"

...یا دو جملوں کے درمیان، جیسے: "اِنۡ جَاءَ زَیۡدٌ اَکۡرَمۡتُہٗ"

اور اس کے علاوہ بہت سے فوائد ہیں جن کو تم پہچانو گے تیسری قسم میں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حرف کی وجہ تسمیہ

اور اس کا نام حرف رکھا گیا ہے اس کے واقع ہونے کی وجہ سے کلام میں حرف یعنی طرف (کنارہ) میں۔ جبکہ وہ مقصود نہیں ہے بالذات مُسۡنَد اور مُسۡنَد اِلَیۡہ کی مثل۔

تیسری فصل

کلام:

ایسا لفظ ہے جو ملا ہوا ہوتا ہے دو کلموں سے اسناد کے ساتھ۔

اسناد کی تعریف:

اور اسناد دو کلموں میں سے ایک کلمے کی نسبت دوسرے کلمے کی طرف کرنے کو کہتے ہیں، اس حیثیت سے کہ مخاطب کو فائدہ تامہ دے اور سکوت صحیح ہو اس پر۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ اور قَامَ زَیْدٌ اور اس کا نام جملہ رکھا گیا ہے تو یہ جانا گیا ہے۔

جملے کی اقسام:

1) **جملہ اسمیہ:** بے شک کلام حاصل نہیں ہوتا مگر دو اسموں سے۔ جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ اور اس کا نام جملہ اسمیہ رکھا گیا ہے۔

2) **جملہ فعلیہ:** یا ایک فعل اور ایک اسم سے۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ اور اس کا نام جملہ فعلیہ رکھا گیا ہے۔

نوٹ: جب مسند اور مسند الیہ ایک ساتھ اپنے غیر میں نہ پائے جائیں اور ضروری ہے کلام کے لیے وہ دونوں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

پس اگر کہا جائے تحقیق انہوں نے اختلاف کیا نداء سے۔ جیسے: یَا زَیْدُ ہم نے کہا: نداء قائم مقام ہے "اَدْعُوْ" اور "اَطْلُبُ" کے اور یہ فعل ہیں پس انہوں نے اختلاف نہیں کیا اس پر۔

اور جب ہم فارغ ہوں گے مقدمہ سے تو البتہ ہم شروع کریں گے تین اقسام میں اور اللہ توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

القسم الاول

اسم کے بیان میں اور تحقیق اس کی تعریف گزر گئی اور وہ تقسیم ہوتا ہے معرب اور مبنی کی طرف پس البتہ ہم ذکر کریں گے اس کے احکام دو باب اور ایک خاتمہ میں۔

پہلا باب

اسم معرب میں اور اس میں ایک مقدمہ ہے اور تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہے بہر حال مقدمہ پس اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل

اسم کی اعراب قبول کرنے اور نہ کرنے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

(۱)... معرب۔(۲)... مبنی

اسم معرب کی تعریف:

ہر وہ اسم جو مرکب ہو اپنے غیر کے ساتھ اور وہ مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔

مبنی الاصل سے مراد:

میری مراد (۱): حرف، (۲): امر حاضر، (۳): ماضی، جیسے: زَیْدٌ "قَامَ زَیْدٌ" میں نہ کہ خالی زَیْدٌ اکیلا بغیر ترکیب کے اور نہ ھٰؤُلَاءِ "قَامَ ھٰؤُلَاءِ" میں مشابہ ہونے کی وجہ سے اور اس کا نام متمکن رکھا گیا ہے۔

فصل

معرب کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر بدلتا رہتا ہے عوامل کے اختلاف کے ساتھ۔

لفظی اختلاف، جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ اور رَأَیْتُ زَیْدًا، اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ

یا تقدیری اختلاف، جیسے: جَاءَنِیْ مُوْسیٰ، اور رَأَیْتُ مُوْسیٰ، اور مَرَرْتُ بِمُوْسیٰ۔

اعراب:

جس سے معرب کے آخر میں تبدیلی آتی ہے، جیسے: ضمہ اور فتحہ اور کسرہ اور واؤ اور الف اور یاء۔ یعنی اسم کے اعراب تین انواع پر ہیں۔ رفع اور نصب اور جر۔

عامل:

عامل جس سے رفع یا نصب یا جر آئے

محلِ اعراب:

محل اعراب اس معرب کا آخری حرف ہے۔

تمام کی امثال: جیسے: قَامَ زَیْدٌ پس قَامَ عامل ہے اور زَیْدٌ معرب ہے اور ضمہ (ُ) اعراب ہے اور دال محلِ اعراب ہے۔

اور تو جان بے شک وہ معرب نہیں ہوتا کلامِ عرب میں مگر اسمِ متمکن اور فعل مضارع اور عنقریب اس کا حکم دوسری قسم میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

چند ابتدائی باتیں

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

علم نحو کی تعریف:

نحو چند ایسے اصولوں کے علم کا نام ہے جن کے ذریعے تینوں کلمات کے آخر کے احوال معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں اور ان کلمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

علم نحو کی غرض وغایت:

علم نحو کی غرض عربی کلام کرتے وقت ذہن کو لفظی غلطی سے بچانا۔

علم نحو کا موضوع:

علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہیں۔

کلمہ:

کلمہ وہ لفظ ہے جو مفرد معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

کلمہ کی اقسام:

کلمہ منحصر ہے تین اقسام میں:

(۱) اسم۔ (۲) فعل۔ (۳) حرف۔

حرف:

حرف وہ ہے جو اپنے معنی پر دلالت نہ کرے۔

فعل:

فعل وہ ہے جو اپنے معنی پر دلالت کرے اور اس کا معنی ملا ہو تین زمانوں مین سے کسی ایک زمانے کے ساتھ۔

اسم:

اسم وہ ہے جو اپنے معنی پر دلالت کرے اور نہ ملا ہو اس کا معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ۔

اعراب کے اعتبار سے اسم معرب کی اقسام:

اسم معرب کی اعراب کے حوالے سے نو(۹) اقسام ہیں؛

الاول:

1. **اسمِ مفرد منصرف صحیح:** نحویوں کے نزدیک "اسمِ مفرد منصرف صحیح" وہ اسم ہے جس کے لام کلمہ میں حرفِ علت نہ ہو، جیسے: زَیْدٌ

اعراب

اس کی حالتِ رفعی ضمہ سے، حالتِ نصبی فتحہ سے اور حالتِ جری کسرہ سے آتی ہے، جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ، رَاَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

2. **اسمِ جاری مجریٰ صحیح:** جاری مجریٰ صحیح وہ اسم ہے جس کے آخر میں "واؤ" یا "ی" ہو اور ان کا ما قبل حرف ساکن ہو، جیسے: دَلْوٌ۔ ظَبْیٌ

اعراب:

اس کی حالتِ رفعی ضمہ سے، حالتِ نصبی فتحہ سے اور حالتِ جری کسرہ سے آتی ہے،

جیسے: جَاءَنِیْ دَلْوٌ وَ ظَبْیٌ۔ رَاَیْتُ دَلْواً وَ ظَبْیاً۔ مَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَ ظَبْیٍ۔

3. **جمع مکسر منصرف:** جمع مکسر منصرف وہ اسم ہے جس کی واحد سے جمع بناتے وقت واحد کی بناء ٹوٹ جائے، جیسے: رِجَالٌ۔

اعراب:

اس کی حالتِ رفعی ضمہ سے، حالتِ نصبی فتحہ سے اور حالتِ جری کسرہ سے آتی ہے،

جیسے: جَاءَنِیْ رِجَالٌ۔ رَاَیْتُ رِجَالاً۔ مَرَرْتُ بِرِجَالٍ۔

الثانی:

4. **جمع مؤنث سالم:** جمع مؤنث سالم وہ جمع ہے جس کے آخر میں "الف" اور "ت" ہو۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔

اعراب:

اس کی حالتِ رفعی ضمہ سے اور حالت نصبی اور حالتِ جری کسرہ سے آتی ہے، جیسے:

هُنَّ مُسْلِمَاتٌ۔ رَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ۔ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

الثالث:

5. **غیر منصرف:** غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے نو(۹) اسباب میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو اس کے آخر میں کسرہ اور تنوین نہیں آتی، جیسے: عُمَرُ۔

اعراب:

اس کی حالتِ رفعی ضمہ سے اور حالتِ نصبی وجری فتحہ سے آتی ہے، جیسے: جَاءَنِی عُمَرُ۔ رَاَیْتُ عُمَرَ۔ مَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

الرابع:

6. **اسمائے ستہ مکبرہ:** اسمائے ستہ مکبرہ وہ اسماء ہیں جو مُکَبَّر ہوں مُصَغَّر نہ ہوں اور ی متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں، اسمائے ستہ مکبرہ یہ ہیں: اَخٌ، اَبٌ، هَنٌ، حَمٌ، فَمٌ، ذُوْ مَالٍ۔

اعراب:

ان کی حالتِ رفعی واؤ سے حالتِ نصبی الف سے حالتِ جری یاء سے آتی ہے، جیسے: جَاءَنِی اَخُوْكَ۔ رَاَیْتُ اَخَاكَ۔ مَرَرْتُ بِاَخَاكَ۔

الخامس:

7. **مُثَنّٰی (تثنیہ):** تثنیہ وہ اسم ہوتا ہے جو دو فرد پر دلالت کرے اور اس کے آخر میں الف یا یاء ساکن اور ما قبل مفتوح ہو اور آخر میں نون مکسور ہو، جیسے: رَجُلَانِ، رَجُلَيْنِ۔

8. **کِلَا وَ کِلْتَا:** جب کِلَا اور کِلْتَا ضمیر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب درج ذیل طریقے پر ہو گا۔

9. **اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ:** یہ بھی تثنیہ کے ساتھ ملحق ہیں۔

اعراب:

ان تینوں کی حالتِ رفعی الف ما قبل مفتوح سے اور حالت نصبی اور جری یاء ما قبل مفتوح سے آتی ہے، جیسے:

تثنیہ کی مثال: جَاءَنِیْ الرَّجُلَانِ۔ رَاَیْتُ الرَّجُلَيْنِ۔ مَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ۔

کِلَا وَ کِلْتَا کی مثال: جَاءَنِیْ کِلَاهُمَا۔ رَاَیْتُ کِلَیْهِمَا۔ مَرَرْتُ بِکِلَیْهِمَا۔

اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ کی مثال: جَاءَنِیْ اِثْنَانِ۔ رَاَیْتُ اِثْنَيْنِ۔ مَرَرْتُ بِاِثْنَيْنِ۔

السادس:

10. **جمع مذکر سالم:** جمع مذکر سالم وہ جمع ہے جس کے واحد سے جمع بناتے وقت واحد کا صیغہ سلامت رہے اور اس سے پہلے واؤ ما قبل مضموم اور یاء ما قبل مکسور اور آخر میں نون مفتوح آجائے، جیسے: مُسْلِمُوْنَ۔ مُسْلِمِیْنَ

11. **اُوْلُوْ:** اُوْلُوْ بھی جمع کے ساتھ ملحق ہے۔

12. عِشْرُونَ: عِشْرُونَ سے تِسْعُونَ تک تمام دہائیاں جمع سے ملحق ہیں۔

اعراب:

ان تینوں اسماء کی حالتِ رفعی واؤ ما قبل مضموم سے اور حالتِ نصبی اور جری یاء ما قبل مکسور سے آتی ہے اور آخر میں نون مفتوح آتا ہے، جیسے:

جمع مذکر سالم کی مثال: جَاءَنِی مُسْلِمُونَ۔ رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ۔ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ۔

أُولُوْ کی مثال: جَاءَنِیْ أُولُو مَالٍ۔ رَأَیْتُ أُولِیْ مَالٍ۔ مَرَرْتُ بِأُولِیْ مَالٍ۔

نوٹ: تثنیہ کا نون ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور جمع کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور یہ دونوں نون اضافت کے وقت گر جاتے ہیں، جیسے: جَاءَنِیْ غُلَامَا زَیْدٍ۔ جَاءَنِیْ مُسْلِمُوْ مِصْرَ۔

السابع:

13. **اسم مقصور:** اسم مقصور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصور ہو۔ جیسے: عَصَا۔

14. **غیر جمع مذکر سالم:** جمع مذکر سالم کے علاوہ وہ اسم جو یاء ضمیر متکلم کی طرف مضاف ہو، جیسے: غُلَامِیْ۔

اعراب:

ان دونوں اسماء کی حالتِ رفعی ضمہ تقدیری سے حالتِ نصبی فتحہ تقدیری سے اور حالتِ جری کسرہ تقدیری سے آتی ہے، جیسے:

اسم مقصور کی مثال: هٰذَا عَصَا۔ رَأَیْتُ عَصَا۔ مَرَرْتُ بِعَصَا۔

غیر جمع مذکر سالم کی مثال: هٰذَا غُلَامِیْ رَأَیْتُ غُلَامِیْ۔ مَرَرْتُ بِغُلَامِیْ۔

الثامن:

15. **اسمِ منقوص:** اسمِ منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو، جیسے: قَاضِي۔

اعراب:

اس کی حالتِ رفعی ضمہ تقدیری سے، حالتِ نصبی فتحہ لفظی سے اور حالتِ جری کسرہ تقدیری سے آتی ہے۔ جیسے: جَاءَ الْقَاضِي۔ رَاَيْتُ الْقَاضِيَ۔ مَرَرْتُ بِالْقَاضِي۔

التاسع:

16. **جمع مذکر سالم:** جمع مذکر سالم جب یاء متکلم کی طرف مضاف ہو، جیسے: مُسْلِمِيَّ۔

اعراب:

اس کی حالتِ رفعی وتقدیری اور حالتِ نصبی اور حالتِ جری یائے لفظی سے آتی ہے، جیسے: جَاءَنِي مُسْلِمِيَّ۔ رَاَيْتُ مُسْلِمِيَّ۔ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ۔

نوٹ: جَاءَنِي مُسْلِمِيَّ میں مُسْلِمِيَّ اصل میں "مُسْلِمُوْنَ یَ" تھا۔ اضافت کی وجہ سے نون گر گیا واؤ اور یاء جمع ہو گئے ان میں سے پہلا ساکن تھا لہٰذا واؤ کو یاء سے بدل دیا گیا اور یاء کا یاء میں ادغام کر دیا گیا تو مُسْلِمُيَّ ہو گیا پھر میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو مُسْلِمِيَّ ہو گیا۔

اسم معرب کی اقسام:

اسم معرب کی دو قسمیں ہیں:

(۱)منصرف۔(۲):غیر منصرف

(۱):منصرف:

منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے نو(۹) اسباب میں سے نہ تو دو سبب پائے جائیں اور نہ ہی ان میں سے ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو اسباب کے قائم مقام ہو۔ اسے اسم متمکن بھی کہا جاتا ہے جیسے: زَیْدٌ۔

اسم منصرف کا حکم:

منصرف اسم پر تینوں حرکات داخل ہوتی ہیں مع تنوین۔ جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ۔ رَاَیْتُ زَیْدًا۔ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

(۲):غیر منصرف:

غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے نو(۹) اسباب میں سے کوئی سے دو اسباب یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو، جیسے: اَحْمَدُ۔ حَمْرَاءُ۔

اسبابِ منع صرف:

اسبابِ منع صرف نو(۹) ہیں:

(۱):عدل۔(۲):وصف۔(۳):تانیث۔(۴):معرفہ۔(۵):عجمہ۔(۶):جمع۔

(۷):ترکیب۔(۸):الف نون زائد تان۔(۹):وزنِ فعل۔

اسم غیر منصرف کا حکم:

ان اسماء پر کسرہ اور تنوین نہیں ہوتی۔ بلکہ کسرہ کی جگہ ہمیشہ فتحہ آتا ہے، جیسے: جاءَنِیْ

اَحْمَدُ۔ رَاَیْتُ اَحْمَدَ۔ مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ۔

اسباب منع صرف کی وضاحت

(۱): عدل:

اسم کا اپنے اصلی صیغہ سے نقل ہو کر دوسرے صیغے کی طرف (بغیر صرفی قانون کے) جانا عدل کہلاتا ہے۔ تحقیقاً یا تقدیرًا۔

عدلِ تحقیقی اور تقدیری سے مراد:

تحقیقاً سے مراد دلیل موجود ہونا، تقدیرا سے مراد دلیل موجود نہ ہونا ہے۔ یہ عدل کی دراصل دو قسمیں ہیں:

(۱) عدلِ تحقیقی۔ (۲): عدل تقدیری۔

عدلِ تحقیقی:

جس لفظ کے وجودِ اصلی پر غیر منصرف کے علاوہ کوئی اور دلیل بھی موجود ہو۔

عدل تقدیری:

جس لفظ کے وجودِ اصلی پر غیر منصرف کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود نہ ہو۔

نوٹ:

(۱): عدل اور وزنِ فعل ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے جبکہ عدل اور علم ایک ساتھ جمع ہوتے ہیں: جیسے: عُمَرُ۔ زُفَرُ۔

(۲): عدل اور وصف ایک ساتھ جمع ہوتے ہیں، جیسے: ثُلَاثُ، مَثْلَثُ، اُخَرُ، جُمَعُ۔

(۲): وصف:

وصف کا لغوی معنی کسی ایسی ذات پر دلالت کرنا ہے جس میں وصف کے معنی پائے جائیں مگر وصف کے غیر منصرف ہونے کے لیے اس سے مراد وہ اسم ہے جو اصل میں وصفی معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے: اَسْوَدُ، اَرْقَمُ۔

اگرچہ یہ دونوں سانپ کے نام ہو گئے مگر اصل میں یہ وصفی معنی کے لیے وضع کیے گئے ہیں۔

مَرَرْتُ بِنِسْوَۃٍ اَرْبَعٍ اس مثال میں "اَرْبَعٍ" منصرف ہے صفت اور وزن فعل ہونے کے ساتھ کیونکہ یہ نِسْوَۃٍ کی صفت بن رہا ہے لیکن یہ اصل میں وصفی معنی کے لیے وضع نہیں کیا گیا بلکہ یہ تو عدد یعنی چار کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

نوٹ: وصف اور علم ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے اصلا۔ جیسے: اَسْوَدُ۔

(۳): تانیث:

تانیث کے غیر منصرف ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ کسی کا نام ہو اور اس کے آخر میں "ۃ" ہو۔ جیسے: طَلْحَۃُ۔

یا وہ مؤنث معنوی ہو، جیسے: زَیْنَبُ۔

اور اگر وہ مؤنثِ معنوی ہے تو ثلاثی ہو اور اس کا درمیانی حرف ساکن ہو اور وہ عربی ہو تو اس کو منصرف اور غیر منصرف پڑھنا جائز ہے جبکہ ان میں سے تمام شرائط موجود ہوں، جیسے: ھِنْدٌ۔

ورنہ واجب ہے اس کو غیر منصرف پڑھنا۔ جیسے: زَیْنَبُ۔ سَقَرُ۔ مَاہُ۔ وَ جُوْرُ۔

نوٹ: ہر وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ یا الف ممدودہ ہو وہ غیر منصرف ہوتا ہے۔ جیسے: حُبْلیٰ۔ حَمْرَاءُ۔

نوٹ: نیز تانیث بِالْاَلِف دو سببوں کے قائم مقام ہوتی ہے اور "جمع منتہی الجموع" بھی دو سبب کے قائم مقام ہے۔ جیسے حَمْرَاءُ اور مَصَابِیْحُ.

(۴): معرفہ:

وہ اسم ہوتا ہے جو کسی کا علم ہو، جیسے: زَیْدٌ۔

نوٹ: معرفہ (عَلَم) اور وصف ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے۔

(۵): عجمہ:

عُجمہ وہ اسم ہے جو عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں ہو۔ عجمہ کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے وہ علم ہو اور تین حروف سے زیادہ ہوں۔ جیسے: اِبْرَاھِیْمُ۔

یا پھر وہ ثلاثی ہو اور درمیانی حرف متحرک ہو۔ جیسے: شَتَرُ۔

نوٹ: لِجَامٌ منصرف ہے کیونکہ یہ علم نہیں ہے اسی طرح "نُوْحٌ" منصرف ہے کیونکہ اس کا درمیانی حرف ساکن ہے۔

فائدہ:

چھ علم ایسے ہیں جو منصرف پڑھے جاتے ہیں:

(۱): مُحَمَّدٌ۔ (۲): صَالِحٌ۔ (۳): شُعَیْبٌ۔ (۴): ھُوْدٌ۔

(۵): نُوْحٌ۔ (۶): لُوْطٌ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔

جبکہ ان ناموں کے علاوہ باقی تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کے اسماءِ مبارکہ غیر منصرف مستعمل ہیں۔

(۶): جمع:

وہ اسم ہوتا ہے جو دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرتا ہے۔

جمع کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ منتہی الجموع کے صیغہ پر ہو۔

جمع منتہی الجموع:

منتہی الجموع کا صیغہ وہ ہے جس میں الف جمع کے بعد دو حرف متحرک ہوں یا ایک مشدد حرف ہو۔ جیسے: مَسَاجِدُ۔ دَوَّابُّ۔

یا پھر تین حرف ہوں اور اس میں دوسرا حرف یعنی درمیان والا حرف ساکن ہو اور آخر میں ھا (وقف میں ۃ) کو قبول نہ کرتا ہو۔ جیسے مَصَابِیْحُ۔

فائدہ:

جمع منتہی الجموع دو سببوں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ جبکہ اس کے آگے جمع مکسر نہیں بنتی۔

(۷): ترکیب:

دو یا دو سے زیادہ کلمات کا ایک ہو جانا اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ عَلَم ہو اور اضافت اور اسناد کے بغیر ایک ہو جائیں۔ جیسے: بَعْلَبَكُّ۔

نوٹ: عبد اللہ۔ منصرف ہے کیونکہ اس میں اضافت ہے جبکہ مَعْدِیْکَرِبُ غیر

منصرف ہے وہ اس لیے کہ اس میں اضافت اور اسناد نہیں ہے۔ شَابَّ قَرْنَاهَا مبنی ہے اور مبنی کا اعراب ایک ہی رہتا ہے۔

(۸):الف نون زائد تان:

یعنی وہ الف اور نون جو کسی اسم کے آخر میں زائد ہوں اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ کسی کا عَلَم ہو۔ جیسے: عِمْرَانُ۔ عُثْمَانُ۔

نوٹ: سُعْدَانُ منصرف ہے کیونکہ یہ علم نہیں ہے۔

جب الف اور نون کسی صفت کے آخر میں ہوں تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو۔ جیسے: سَکْرَانُ۔

نوٹ: نَدْمَانُ منصرف ہے کیونکہ اس کی مؤنث میں "ۃ" آتی ہے۔ جیسے: نَدْمَانَۃٌ۔

(۹):وزنِ فعل:

وزن کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱): **وزنِ مُخْتَصٌ بِالْفِعْل:** یعنی وہ وزن جو فعل کے ساتھ خاص ہو۔

(۲): **وزنِ مشترک:** وہ وزن جو اسم و فعل دونوں میں مشترک ہو۔

یہاں اس سے مراد ہے اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو فعل کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے: شَمَّرَ۔ ضَرَّبَ۔

اور اگر کوئی اسم ایسے وزن پر ہو جو اسم اور فعل دونوں میں مشترک ہو تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں:

(۱):اس کے شروع میں حروفِ اَتَیْنَ (ا، ت، ی، ن) میں سے کوئی حرف ہو۔

(۲): اور اس کی مؤنث میں "ۃ" نہ آتی ہو۔ جیسے: اَحْمَدُ، یَشْکُرُ، تَغْلِبُ۔ نَرْجِسُ۔

نوٹ: یَعْمَلُ منصرف ہے کیونکہ اس کی مؤنث میں "ۃ" آتی ہے، جیسے: یَعْمَلَۃٌ۔

چند اہم اور ضروری نوٹ:

... ہر وہ سبب جس میں علمیت شرط ہے درج ذیل ہیں:

(۱): مؤنث (ۃ) کے ساتھ ہو۔ (۲): مؤنث معنوی ہو۔ (۳): عجمہ ہو۔

(۴): ترکیب ہو۔ (۵): الف نون زائد تان ہو۔

... اور وہ سبب جس میں علمیت شرط نہیں ہے بلکہ فقط ایک سبب ہے وہ دو ہیں:

(۱): معدول (عدل)۔ (۲): وزنِ فعل۔

... ہر وہ سبب جس میں علمیت شرط ہے اگر اسے نکرہ بنا دیا جائے تو وہ منصرف ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں صرف اسم باقی رہتا ہے۔ جیسے: جَاءَنِی طَلْحَۃُ وَ طَلْحَۃُ اٰخَرُ۔ قَامَ عُمَرُ وَعُمَرُ اٰخَرُ۔

... اور ہر وہ سبب جس میں علمیت شرط نہیں ہے اس میں ایک سبب باقی ہوتا ہے، جیسے: مذکورہ مثال۔

فائدہ:

اگر غیر منصرف مضاف یا معرف باللام ہو اور اس سے پہلے جر دینے والا کوئی عمل ہو تو اس پر کسرہ آجائے گا۔ جیسے: مَرَرْتُ بِاَحْمَدِکُمْ وَبِالْاَحْمَدِ۔

مقصد اول

اسمائے مرفوعات آٹھ ہیں:

1) فاعل، جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ۔

2) نائب الفاعل، جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ۔

3) مبتداء جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ۔

4) خبر، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

5) حروفِ مشبہ بالفعل کی خبر، جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

6) افعالِ ناقصہ کا اسم، جیسے: کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا۔

7) **مَا وَلَا مُشَبَّهَتَانِ بِلَیْسَ** کا اسم، جیسے: مَا زَیْدٌ قَائِمًا۔

8) لَاءِ نفی جنس کی خبر، جیسے: لَا رَجُلٌ قَائِمٌ۔

فاعل کے احکام:

فاعل ہر وہ اسم مرفوع ہے جس سے پہلے کوئی فعل یا شبہ فعل (اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفتِ مشبہ اور مصدر) موجود ہو اور فاعل کو رفع دے اور فعل یا شبہ فعل کا قیام فاعل سے ہو، جیسے: قَامَ زَیْدٌ۔ زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا۔

اہم اور ضروری نوٹ:

1) فاعل مرفوع ہو اور اسم ظاہر ہو۔ جیسے: ذَهَبَ زَیْدٌ۔ یا اسم ضمیر ہو اور بارز ہو۔ جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا۔ یا مستتر ہو، جیسے: زَیْدٌ ذَهَبَ۔

2) اگر فعل متعدی ہو تو اس کا مفعول بھی ہو گا، جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔

3) جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل یا شبہ فعل ہمیشہ واحد ہوں گے اور تذکیر و تانیث میں فاعل کے مطابق ہوں گے۔

4) اور جب فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل یا شبہ فعل واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں ضمیر کے مرجع کے مطابق ہوں گے۔ جیسے: فَاطِمَةُ لَعِبَتْ۔

<u>اسم ظاہر کی مثال:</u> ضَرَبَ زَيْدٌ۔ ضَرَبَ الزَّيْدَانِ۔ ضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ۔

<u>اسم ضمیر کی مثال:</u> زَيْدٌ ضَرَبَ۔ اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا۔ اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا۔

5) جب فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث ہو گا اس صورت میں کہ فعل و فاعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔ جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ۔

6) جب فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ آجائے تو فعل مذکر لانا یا مؤنث لانا دونوں جائز ہیں، جیسے: ضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ۔ ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ۔

7) جب فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کو مذکر و مؤنث لانا جائز ہے جبکہ فاعل اسم ظاہر ہو۔ جیسے: طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔ طَلَعَ الشَّمْسُ۔

اور اگر فاعل ضمیر ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث ہو گا۔ جیسے: اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ۔

8) جب فاعل جمع مکسر ہو تو فعل مذکر و مؤنث لانا جائز ہے۔ جیسے: قَامَ الرِّجَالُ۔ قَامَتِ الرِّجَالُ۔

9) اور جب فاعل ضمیر ہو اور اس کا مرجع جمع مکسر ہو تو فعل کو واحد مؤنث اور جمع مذکر بھی لا سکتے ہیں، جیسے: اَلرِّجَالُ قَامَتْ۔ اَلرِّجَالُ قَامُوْا۔

فاعل کی تقدیم:

فاعل کی تقدیم واجب ہے مفعول پر جبکہ فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور ہوں اور التباس کا اندیشہ ہو۔ جیسے: ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی۔

ورنہ مفعول کی تقدیم جائز ہے فاعل پر جبکہ التباس کا اندیشہ نہ ہو، جیسے: اَکَلَ الْکُمَّثْرٰی یَحْیٰ۔ ضَرَبَ عَمْرًا زَیْدٌ۔

فعل اور فاعل کا حذف:

جب قرینہ پایا جائے تو فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے کوئی سوال کرے: مَنْ ضَرَبَ؟ تو جواب میں صرف: "زَیْدٌ" کہہ دیا جاتا ہے۔

اسی طرح فعل اور فاعل دونوں کو ایک ساتھ حذف کرنا جائز ہے جیسے کوئی سوال کرے: اَقَامَ زَیْدٌ؟ تو جواب میں صرف "نَعَمْ" کہہ دیا جائے۔

نوٹ:

جب فعل مجہول ہو تو اس کے فاعل کو حذف کر کے اس کی جگہ مفعول کو ذکر کیا جاتا ہے جو کہ قائم مقام ہے فاعل کے اس لیے اس کو نائب الفاعل کہتے ہیں۔

تنازع فعلان:

جب دو فعلوں کے بعد اسم ظاہر ہو تو دونوں فعلوں کا جھگڑا ہو گا ان میں سے ہر ایک فعل چاہے گا کہ وہ عمل کرے اسم ظاہر پر۔ پس تنازع فعلان کی چار صورتیں ہوں گی جو درج ذیل ہیں:

3) جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل یا شبہ فعل ہمیشہ واحد ہوں گے اور تذکیر و تانیث میں فاعل کے مطابق ہوں گے۔

4) اور جب فاعل اسم ضمیر ہو تو فعل یا شبہ فعل واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں ضمیر کے مرجع کے مطابق ہوں گے۔ جیسے: فَاطِمَةُ لَعِبَتْ۔

اسمِ ظاہر کی مثال: ضَرَبَ زَيْدٌ۔ ضَرَبَ الزَّيْدَانِ۔ ضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ۔

اسمِ ضمیر کی مثال: زَيْدٌ ضَرَبَ۔ اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا۔ اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا۔

5) جب فاعل مؤنث حقیقی ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث ہو گا اس صورت میں کہ فعل وفاعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔ جیسے: قَامَتْ هِنْدٌ۔

6) جب فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ آجائے تو فعل مذکر لانا یا مؤنث لانا دونوں جائز ہیں، جیسے: ضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ۔ ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ۔

7) جب فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کو مذکر و مؤنث لانا جائز ہے جبکہ فاعل اسم ظاہر ہو۔ جیسے: طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔ طَلَعَ الشَّمْسُ۔

اور اگر فاعل ضمیر ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث ہو گا۔ جیسے: اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ۔

8) جب فاعل جمع مکسر ہو تو فعل مذکر و مؤنث لانا جائز ہے۔ جیسے: قَامَ الرِّجَالُ۔ قَامَتِ الرِّجَالُ۔

9) اور جب فاعل ضمیر ہو اور اس کا مرجع جمع مکسر ہو تو فعل کو واحد مؤنث اور جمع مذکر بھی لا سکتے ہیں، جیسے: اَلرِّجَالُ قَامَتْ۔ اَلرِّجَالُ قَامُوْا۔

فاعل کی تقدیم:

فاعل کی تقدیم واجب ہے مفعول پر جبکہ فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصور ہوں اور التباس کا اندیشہ ہو۔ جیسے: ضَرَبَ مُوسٰی عِیْسٰی۔
ورنہ مفعول کی تقدیم جائز ہے فاعل پر جبکہ التباس کا اندیشہ نہ ہو، جیسے: اَکَلَ الْکُمَّثْرٰی یَحْیٰی۔ ضَرَبَ عَمْرًا زَیْدٌ۔

فعل اور فاعل کا حذف:

جب قرینہ پایا جائے تو فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے کوئی سوال کرے: مَنْ ضَرَبَ؟ تو جواب میں صرف: "زَیْدٌ" کہہ دیا جاتا ہے۔
اسی طرح فعل اور فاعل دونوں کو ایک ساتھ حذف کرنا جائز ہے جیسے کوئی سوال کرے: اَقَامَ زَیْدٌ؟ تو جواب میں صرف "نَعَمْ" کہہ دیا جائے۔

نوٹ:

جب فعل مجہول ہو تو اس کے فاعل کو حذف کر کے اس کی جگہ مفعول کو ذکر کیا جاتا ہے جو کہ قائم مقام ہے فاعل کے اس لیے اس کو نائب الفاعل کہتے ہیں۔

تنازع فعلان:

جب دو فعلوں کے بعد اسم ظاہر ہو تو دونوں فعلوں کا جھگڑا ہو گا ان میں سے ہر ایک فعل چاہے گا کہ وہ عمل کرے اسم ظاہر پر۔ پس تنازع فعلان کی چار صورتیں ہوں گی جو درج ذیل ہیں:

الاول:

دونوں فعل فاعلیت میں جھگڑا کریں، ہر فعل چاہے کہ اسم ظاہر میرا فاعل ہے۔ جیسے: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔ (اس میں ضَرَبَ اور اَکْرَمَ ہر دو فعل زَیْدٌ کو اپنا فاعل ظاہر کرنے میں الجھ رہے ہیں۔ القادری غفرلہ)

الثانی:

دونوں فعل مفعولیت میں جھگڑا کریں، ہر فعل چاہے کہ اسم ظاہر میرا مفعول ہے۔ جیسے: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔ (اس میں "ضَرَبْتُ" اور "اَکْرَمْتُ" ہر دو فعل "زَیْدًا" کو اپنا مفعول بہ ظاہِر کرنے میں باہم دست و گریبان ہیں۔ القادری غفرلہ)

الثالث:

دونوں فعل جھگڑا کریں فاعلیت اور مفعولیت میں یعنی پہلا فعل چاہے کہ وہ اسم ثاہر اس کا فاعل بنے جبکہ دوسرا فعل یہ چاہے کہ وہ اسم ظاہر اس کا مفعول بنے، جیسے: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔ (اس میں "ضَرَبَ" "زَیْدٌ" کو اپنا فاعل جبکہ "اَکْرَمْتُ" اسے اپنا مفعول بہ ظاہِر کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کازور لگارہے ہیں۔ القادری غفرلہ)

الرابع:

دونوں فعل جھگڑا کریں مفعولیت اور فاعلیت میں یعنی پہلا فعل چاہے کہ وہ اسم ظاہر اس کا مفعول بنے اور دوسرا فعل چاہے کہ وہ اسم ظاہر اس کا فاعل بنے، جیسے: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدًا۔ (اس میں "ضَرَبَ" "زَیْد" کو اپنا مفعولِ بہ جبکہ "اَکْرَمَ" اسے اپنا فاعل

ثابت کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔القادری غفرلہ)

نوٹ:

ان تمام صورتوں میں پہلے اور دوسرے دونوں فعلوں کا عمل کرنا جائز ہے۔ بصریوں اور کوفیوں دونوں طبقوں کے نزدیک۔

امام فراء کے نزدیک پہلی اور تیسری صورت میں دوسرے فعل کا عمل کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دو خرابیوں میں سے ایک خرابی لازم آئے گی یا تو فاعل کو حذف کرنا پڑے گا یا ضمیر کو اس کے مرجع سے پہلے ذکر کرنا پڑے گا اور یہ دونوں ممنوع ہیں۔

بصری:

بصریوں کے نزدیک فعل ثانی کے عمل کو اختیار کرنا بہتر ہے قرب وجوار کی وجہ سے۔

کوفی:

کوفیوں کے نزدیک فعل اول کے عمل کو اختیار کرنا مختار ہے رعایتِ تقدیم اور مستحق ہونے کی وجہ سے پہلے آیئے پہلے پایئے کے تحت۔

بصری مذہب:

اگر مذہبِ بصری پر عمل کرتے ہوئے فعل ثانی کو عمل دیں تو اس کی درجہ ذیل تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت:

فعل اول فاعل کا تقاضا کرے گا اس کی طرف ایک ضمیر کو لوٹا دیں، جیسے:

الاول:

دونوں فعل فاعلیت میں جھگڑا کریں، ہر فعل چاہے کہ اسم ظاہر میرا فاعل ہے۔ جیسے: ضَرَبَنِیْ وَ اَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔ (اس میں ضَرَبَ اور اَکْرَمَ ہر دو فعل زَیْدٌ کو اپنا فاعل ظاہر کرنے میں الجھ رہے ہیں۔ القادری غفرلہ)

الثانی:

دونوں فعل مفعولیت میں جھگڑا کریں، ہر فعل چاہے کہ اسم ظاہر میرا مفعول ہے۔ جیسے: ضَرَبْتُ وَ اَکْرَمْتُ زَیْدًا۔ (اس میں "ضَرَبْتُ" اور "اَکْرَمْتُ" ہر دو فعل "زَیْدًا" کو اپنا مفعول بہ ظاہر کرنے میں باہم دست و گریبان ہیں۔ القادری غفرلہ)

الثالث:

دونوں فعل جھگڑا کریں فاعلیت اور مفعولیت میں یعنی پہلا فعل چاہے کہ وہ اسم ثاہر اس کا فاعل بنے جبکہ دوسرا فعل یہ چاہے کہ وہ اسم ظاہر اس کا مفعول بنے، جیسے: ضَرَبَنِیْ وَ اَکْرَمْتُ زَیْدًا۔ (اس میں "ضَرَبَ" "زَیْدٌ" کو اپنا فاعل جبکہ "اَکْرَمْتُ" اسے اپنا مفعول بہ ظاہر کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ القادری غفرلہ)

الرابع:

دونوں فعل جھگڑا کریں مفعولیت اور فاعلیت میں یعنی پہلا فعل چاہے کہ وہ اسم ظاہر اس کا مفعول بنے اور دوسرا فعل چاہے کہ وہ اسم ظاہر اس کا فاعل بنے، جیسے: ضَرَبْتُ وَ اَکْرَمَنِیْ زَیْدًا۔ (اس میں "ضَرَبَ" "زَیْدًا" کو اپنا مفعولِ بہ جبکہ "اَکْرَمَ" اسے اپنا فاعل

ثابت کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ القادری غفرلہ)

نوٹ:

ان تمام صورتوں میں پہلے اور دوسرے دونوں فعلوں کا عمل کرنا جائز ہے۔ بصریوں اور کوفیوں دونوں طبقوں کے نزدیک۔

امام فراء کے نزدیک پہلی اور تیسری صورت میں دوسرے فعل کا عمل کرنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دو خرابیوں میں سے ایک خرابی لازم آئے گی یا تو فاعل کو حذف کرنا پڑے گا یا ضمیر کو اس کے مرجع سے پہلے ذکر کرنا پڑے گا اور یہ دونوں ممنوع ہیں۔

بصری:

بصریوں کے نزدیک فعل ثانی کے عمل کو اختیار کرنا بہتر ہے قرب و جوار کی وجہ سے۔

کوفی:

کوفیوں کے نزدیک فعل اول کے عمل کو اختیار کرنا مختار ہے رعایتِ تقدیم اور مستحق ہونے کی وجہ سے پہلے آئے پہلے پایئے کے تحت۔

بصری مذہب:

اگر مذہبِ بصری پر عمل کرتے ہوئے فعل ثانی کو عمل دیں تو اس کی درجہ ذیل تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت:

فعل اول فاعل کا تقاضا کرے گا اس کی طرف ایک ضمیر کو لوٹا دیں، جیسے:

موافق کی صورت: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔ ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمَنِیْ الزَّیْدَانِ۔ ضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدُوْنَ۔

مخالف صورت: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔ ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ۔ ضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ۔

دوسری صورت

اگر فعل اول مفعول کا تقاضا کرے اور دونوں فعل افعالِ قلوب میں سے نہ ہوں تو فعل اول کے مفعول کو حذف کردیں گے، جیسے:

موافق صورت: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنَ۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ۔

مخالف صورت: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدَانِ۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِی الزَّیْدُوْنَ۔

نوٹ: افعالِ قلوب یہ ہیں:

(۱): عَلِمْتُ۔ (۲): حَسِبْتُ۔ (۳): خِلْتُ۔ (۴): زَعَمْتُ۔ (۵): رَاَیْتُ۔ (۶): وَجَدْتُ۔

تیسری صورت:

اگر فعل اول مفعول کا تقاضا کرے اور دونوں فعل افعالِ قلوب میں سے ہوں تو فعل اول کے لیے مفعول کا اظہار واجب ہے، جیسے: حَسَبَنِیْ مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَیْدًا مُنْطَلِقًا۔

نوٹ: جب دونوں فعل افعالِ قلوب میں سے ہوں تو مفعول کو حذف کرنا جائز نہیں ہے اور ضمیر کو پہلے ذکر کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

کوفی مذہب:

اگر مذہب کوفی پر عمل کرتے ہوئے فعل اول کو عمل دیں تو اس کی درجہ ذیل تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت:

فعل ثانی اگر فاعل کا تقاضا کرے تو اس کے لیے ایک ضمیر لوٹا دیں، جیسے:

موافق صورت: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدًا۔ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَانِی الزَّیْدَانِ۔ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمُوْنِی الزَّیْدُوْنَ۔

مخالف صورت: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدًا۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَانِی الزَّیْدَیْنِ۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمُوْنِی الزَّیْدِیْنَ۔

دوسری صورت:

اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے اور دونوں فعل افعالِ قلوب سے نہ ہوں تو اس میں مفعول کو حذف کرنا اور مفعول کے قائم مقام ضمیر لانا دونوں طریقے درست ہیں جبکہ ضمیر کا لانا مختار ہے۔ جیسے:

موافق صورت: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَانِ۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ۔

مخالف صورت: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدٌ۔ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَانِ۔ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدُوْنَ۔

ضمیر لانے کی صورت:

جیسے موافق صورت: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُہٗ زَیْدًا۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُھُمَا الزَّیْدَیْنِ۔ ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُھُمُ الزَّیْدُوْنَ۔

مخالف صورت: ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُہٗ زَیْدٌ۔ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُھُمَا الزَّیْدَانِ۔ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُھُمُ الزَّیْدُوْنَ۔

تیسری صورت:

اگر فعل ثانی مفعول کا تقاضا کرے اور دونوں فعل افعالِ قلوب میں سے ہوں تو دونوں کے لیے مفعول کا اظہار ضروری ہے، جیسے: حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُھُمَا مُنْطَلِقَیْنِ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا۔

المبتداء والخبر

مبتداء اور خبر کی تعریف:

مبتداء اور خبر دونوں لفظی عوامل سے خالی ہوتے ہیں ان میں سے ایک "مسند الیہ" ہے اس کو مبتداء کہتے ہیں اور دوسرا "منسوب بہ" ہے اس کو خبر کہتے ہیں، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

ان دونوں میں معنوی عامل ہے اور وہ ابتداء ہے (البتہ بعض کے نزدیک یہ ہے کہ مبتداء کا عامل ابتداء میں ہونا یعنی عامل معنوی اور خبر کو رفع مبتداء دیتا ہے۔ القادری غفرلہ)

مبتداء

مبتداء کی اصل یہ ہے کہ مبتداء معرفہ ہوتا ہے۔

خبر:

خبر کی اصل یہ ہے کہ خبر نکرہ ہوتی ہے۔

نوٹ:

(۱): جب اسمِ نکرہ کی صفت دوسرے اسمِ نکرہ سے لگائی جائے تو یہ خاص ہو جاتا ہے اس صورت میں اس کو مبتداء بنانا جائز ہے۔ جیسے: قولہ تعالی: وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ۔

(۲): اسی طرح جب کسی دوسری وجہ سے خاص ہو، جیسے: اَرَجُلٌ فِي الدَّارِ اَمْ اِمْرَاَةٌ۔

مَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ۔ (جب عموم پر دلالت کرے)۔

شَرٌّ اَهَرَّ ذَا نَابٍ۔ (صفت مقدر ہے، عظیم)

فِي الدَّارِ رَجُلٌ۔ (خبر کے مقدم ہونے کی وجہ سے)

سَلَامٌ عَلَيْكَ۔ (متکلم ہونے کی وجہ سے)

نوٹ:

(۱): جب نکرہ سے پہلے حرفِ نفی یا حرفِ استفہام آجائے تو یہ عموم پر دلالت کرتا ہے، جیسے: (مذکورہ مثال)۔

(۲): جب دو اسموں میں سے پہلا معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتداء اور نکرہ کو خبر بناتے ہیں، جیسے: اَللّٰهُ وَاحِدٌ۔

(۳): اور اگر دونوں اسم معرفہ ہوں تو جس کو چاہے تو مبتداء بنا اور دوسرے کو خبر۔

جیسے: اَللّٰہُ اِلٰھُنَا۔ مُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا۔ آدَمُ اَبُوْنَا۔

خبر:

خبر کبھی جملہ اسمیہ ہوتی ہے، جیسے: زَیْدٌ اَبُوْہُ قَائِمٌ۔ یا

خبر کبھی جملہ فعلیہ ہوتی ہے، جیسے: زَیْدٌ قَامَ اَبُوْہُ۔ یا

خبر کبھی جملہ شرطیہ ہوتی ہے، جیسے: زَیْدٌ اِنْ جَاءَنِیْ فَاَکْرَمْتُہٗ

خبر کبھی جملہ ظرفیہ ہوتی ہے، جیسے: زَیْدٌ خَلْفَکَ وَعَمْرٌو فِی الدَّارِ۔

اکثر نحویوں کے نزدیک ظرف جملہ فعلیہ کے متعلق ہوتا ہے اور وہ استقر ہے، جیسے: زَیْدٌ فِی الدَّارِ۔

وضاحت: اس مثال میں تقدیر اِسْتَقَرَّ موجود ہے یعنی اصل عبارت یوں ہے، زَیْدٌ اِسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ۔

نوٹ:

(۱): جملہ میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتداء کی طرف لوٹے اور وہ ضمیر (ھا) ہے جو کہ اوپر کی مثالوں میں مذکور ہے۔

(۲): جب قرینہ پایا جائے تو ضمیر کا حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے: اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ بِدِرْھَمٍ وَالْبُرُّ الْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھَمًا۔

(۳): کبھی خبر مقدم ہوتی ہے مبتداء پر، جیسے: فِی الدَّارِ زَیْدٌ۔

(۴): ایک مبتداء کے لیے زیادہ خبریں لانا بھی جائز ہے یعنی مبتداء ایک ہو اور خبریں کثیر ہوں، جیسے: زَیْدٌ عَالِمٌ فَاضِلٌ عَاقِلٌ۔

(۵): اور تو جان مبتداء کی دوسری قسم کو کہ مبتداء مسند الیہ نہیں ہوتا اور وہ صفت ہوتی ہے۔

صفت:

صفت حرفِ نفی کے بعد واقع ہوتی ہے، جیسے: مَا قَائِمٌ زَیْدٌ۔

یا پھر حرفِ استفہام کے بعد، جیسے: اَقَائِمٌ زَیْدٌ۔

بشرطیکہ صفت اسمِ ظاہر کو رفع دے، جیسے: مَا قَائِمُ الزَّیْدَانِ۔ اَ قَائِمُ الزَّیْدَانِ۔

بخلاف مَا قَائِمَانِ الزَّیْدَانِ کے۔

حروفِ مشبہ بالفعل کی خبر:

حروفِ مشبہ بالفعل چھ ہیں:

(۱): اِنَّ۔ (۲): اَنَّ۔ (۳): کَاَنَّ۔ (۴): لٰکِنَّ۔ (۵): لَیْتَ۔ (۶): لَعَلَّ۔

اِنَّ کے عمل کرنے کے قواعد:

(۱): یہ چھ حروف مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں یہ حروف مبتداء کو نصب دیتے ہیں اور مبتداء کو ان حروف کا اسم کہتے ہیں اور یہ حروف خبر کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو ان حروف کی خبر کہتے ہیں۔

(۲): حروفِ مشبہ بالفعل کی خبر کبھی مسند ہوتی ہے حروفِ مشبہ بالفعل کے داخل ہونے سے، جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

(۳): حروفِ مشبہ بالفعل کی خبر کا حکم مفرد ہونے میں یا جملہ ہونے میں یا معرفہ

ہونے میں یا نکرہ ہونے میں مبتداء کی خبر کی طرح ہے۔

(۴): حروفِ مشبہ بالفعل کی خبر کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے ان کے اسم پر مگر جب خبر ظرف ہو تو مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے: اِنَّ فِی الدَّارِ زَیْدًا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جگہ میں توسیع ہونا۔ (اصل میں ظرف میں وسعت ہوتی ہے، یہاں خبر پر "فِی" داخل ہونیکی وجہ سے وہ ظرف بن گئی تو مقدم ہوگئی۔ القادری غفرلہ)

افعالِ ناقصہ کا اسم:

افعالِ ناقصہ کل سترہ ہیں:

(۱): کَانَ۔ (۲): صَارَ۔ (۳): اَصْبَحَ۔ (۴): اَمْسٰی۔ (۵): اَضْحٰی۔ (۶): ظَلَّ۔

(۷): بَاتَ۔ (۸): رَاحَ۔ (۹): اٰضَ۔ (۱۰): عَادَ۔ (۱۱): غَدَا۔ (۱۲): مَازَالَ۔

(۱۳): مَابَرِحَ۔ (۱۴): مَافَتِیءَ۔ (۱۵): مَاانْفَكَّ۔ (۱۶): مَادَامَ۔ (۱۷): لَيْسَ۔

افعالِ ناقصہ کے عمل کرنے کے قواعد:

(۱): یہ تمام افعال مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتداء کو رفع دیتے ہیں اور مبتداء کا نام افعالِ ناقصہ کا اسم رکھا گیا ہے اور خبر کو نصب دیتے ہیں اور خبر کا نام افعالِ ناقصہ کی خبر رکھا گیا ہے۔

(۲): افعالِ ناقصہ کا اسم مسند الیہ ہوتا ہے افعالِ ناقصہ کے داخل ہونے کے بعد، جیسے: کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا۔

(۳): افعالِ ناقصہ کی خبر کو افعالِ ناقصہ کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے: کَانَ قَائِمًا زَیْدٌ۔

افعالِ ناقصہ کی خبر نفسِ افعال پر بھی مقدم کرنا جائز ہے، جبکہ وہ نو (۹) نفسِ افعال ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱):کَانَ۔(۲):صَارَ۔(۳):اَصْبَحَ۔(۴):اَمْسٰی۔(۵):اَضْحٰی۔(۶):ظَلَّ۔

(۷):بَاتَ۔(۸):رَاحَ۔(۹):اضَ۔

جیسے:قَائِمًا کَانَ زَیْدٌ۔

(۴):افعالِ ناقصہ کی خبر کو ان نفسِ افعال پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے، جن کے شروع میں مَا آتا ہے جیسے:قَائِمًا مَازَالَ زَیْدٌ۔

جبکہ لَیْسَ کے بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے۔

مَا وَلَا مُشَبَّهَتَانِ بِلَیْسَ:

مَا وَلَا مُشَبَّهَتَانِ بِلَیْسَ کا اسم مسند الیہ ہوتا ہے۔ما اور لا کے داخل ہونے کے بعد، جیسے:مَا زَیْدٌ قَائِمٌ وَلَا رَجُلٌ اَفْضَلُ مِنْكَ۔

نوٹ:

1) لَا اسمِ نکرہ کے ساتھ خاص ہے،یعنی لَا کا اسم اور خبر دونوں اسم نکرہ ہوتے ہیں۔
2) مَا عام ہے معرفہ اور نکرہ کے ساتھ یعنی مَا اسمِ معرفہ اور اسم نکرہ دونوں پر داخل ہو سکتا ہے۔

لائے نفی جنس کی خبر:

لَا نفی جنس کی خبر مسند ہوتی ہے،لا کے داخل ہونے کے بعد، جیسے:لَا رَجُلٌ قَائِمٌ۔

دوسرا مقصد

اسمائے منصوبات بارہ ہیں:

1) مفعولِ مطلق، جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

2) مفعولِ بہ، جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

3) مفعولِ فیہ، جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

4) مفعولِ لہ، جیسے: ضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا۔

5) مفعولِ معہ، جیسے: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ۔

6) حال، جیسے: جَاءَ زَیْدٌ رَاكِبًا۔

7) تمیز، جیسے: طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا۔

8) مستثنٰی، جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔

9) حروفِ مشبہ بالفعل کا اسم، جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

10) افعالِ ناقصہ کی خبر، جیسے: کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا۔

11) لائے نفی جنس کا اسم، جیسے: لَا رَجُلَ قَائِمٌ۔

12) ماولا مشبہتان بلیس کی خبر، جیسے: مَا زَیْدٌ قَائِمًا۔

مفعولِ مطلق:

وہ مصدر ہے جو اپنے ما قبل فعل کا ہم معنی ہو، اور وہ ذکر کیا گیا ہو؛

(۱): تاکید کے لیے، جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

(۲): یا ذکر کیا گیا ہو بیانِ نوع کے لیے، جیسے: جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ۔

(۳): یا ذکر کیا گیا ہو بیانِ عدد کے لیے، جیسے: جَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَیْنِ اَوْ جَلْسَاتٍ

نوٹ: بیانِ نوع کے لیے مفعولِ مطلق فِعْلَةً اور بیان عدد کے لیے فَعْلَةً کے وزن پر آتا ہے۔ القادری

مفعولِ مطلق کے چند اہم قواعد:

(۱): اور کبھی مفعولِ مطلق فعلِ مذکور کے لفظ کے غیر سے ہوتا ہے، جیسے: قَعَدْتُ جُلُوْسًا۔ (قُعُوْدُ اور جُلُوْسُ ہم معنی ہیں مگر مادہ جدا ہے، القادری)

(۲): جب قرینہ پایا جائے تو کبھی جوازًا مفعولِ مطلق سے پہلے فعل حذف ہوتا ہے، جیسے تیرا قول: قَادِمٌ (آنے والے) کے لیے: خَیْرَ مَقْدَمٍ اَیْ قَدِمْتَ قُدُوْمًا خَیْرَ مَقْدَمٍ۔

(۳): جب قرینہ پایا جائے تو کبھی وجوبًا سماعًا مفعولِ مطلق سے پہلے فعل حذف ہوتا ہے، جیسے: سَقْیًا وَشُکْرًا وَحَمْدًا وَ رَعْیًا۔ اَیْ سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْیًا۔ شَکَرْتُكَ شُکْرًا۔ حَمِدْتُكَ حَمْدًا۔ رَعَاكَ اللّٰهُ رَعْیًا۔

مفعولِ بہ:

وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

مفعولِ بہ کے چند اہم قواعد:

(۱): کبھی مفعولِ بہ فاعل پر مقدم ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبَ عَمْرًوا زَیْدٌ۔

(۲): جب قرینہ پایا جائے تو کبھی مفعول بہ سے پہلے فعل کا حذف کرنا جائز ہے، جیسے: زَیْدًا فِیْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَنْ اَضْرِبُ۔

(۳): جب قرینہ پایا جائے تو کبھی مفعولِ بہ سے پہلے فعل حذف کرنا واجب ہے چار مقامات پر:

1) پہلا سماعی ہے، جیسے: اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ

2) دوسرا قیاسی ہے، یعنی تحذیر؛

تحذیر:

اس سے مراد وہ اسم ہے جو اِتَّقِ مقدر کا معمول (یعنی مفعول) ہو اور اپنے ما بعد سے ڈرانے کے لیے استعمال ہو، جیسے: اِیَّاكَ وَالْاَسَدَ۔ اصل میں اِتَّقُكَ وَالْاَسَدَ تھا۔

یا محذر منہ کو مکرر ذکر کیا جاتا ہے، جیسے: اَلطَّرِیْقَ اَلطَّرِیْقَ۔

3) تیسرا بھی قیاسی ہے، اور وہ ہے؛

مَا اُضْمِرَ عَامِلُهٗ عَلٰى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ:

ہر وہ اسم جس کے بعد کوئی ایسا فعل یا شبہ فعل ہو جو اس اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کرنے کے سبب اس اسم پر عمل کرنے سے اس طرح اعراض کرے کہ اگر اس فعل یا مناسبِ فعل کو اس اسم پر مقدم کر دیا جائے تو وہ اسے نصب دے۔ جیسے: زَيْدًا ضَرَبْتُهٗ۔

وضاحت:

اس مثال میں زَيْدًا ایک اسم ہے جس کے بعد ایک فعل ضَرَبْتُهٗ مذکور ہے اور یہ فعل زَيْدًا کی طرف لوٹنے والی ضمیر میں عمل کرنے کے سبب زَيْدًا میں عمل کرنے سے فارغ ہے اور اگر ضَرَبْتُ کو زَيْدًا پر پہلے لایا جائے تو یہ فعل ضرور زَيْدًا کو نصب دے گا، لہٰذا مثالِ

مذکور میں زید امشتغل عَنْه ہے اور اپنے ما قبل فعل محذوف ضَرَبْتُ کا مفعولِ بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اس فعل کو اس لیے حذف کر دیا گیا ہے کہ مابعد فعل ضَرَبْتُهٗ اس کی تفسیر بیان کر رہا ہے۔

4) چوتھا قیاسی ہے، اور وہ ہے؛

منادیٰ:

منادیٰ سے مراد وہ اسم ہے جسے کسی حرفِ نداء کے ساتھ پکارا جائے لفظاً، جیسے: يَا عَبْدَ اللّٰهِ يَعْنِى اَدْعُو عَبْدَ اللّٰهِ۔

نوٹ: حرفِ نداء "اَدْعُوْ" فعل کے قائم مقام ہوتا ہے۔

حروفِ نداء:

حروفِ نداء پانچ ہیں:

(۱): يَا۔ (۲): هَيَا۔ (۳): اَیْ۔ (۴): هَمْزَهٔ مَفْتُوحَه۔ (۵): اَيَا۔

نوٹ: کبھی حرفِ نداء کو حذف کر دیا جاتا ہے لفظاً۔ جیسے: يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔ اصل میں يَا يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا۔ تھا۔

فائدہ:

(۱): اَیْ اور همزہ مفتوحہ منادیٰ قریب کے لیے آتے ہیں۔

(۲): اَیَا اور هَیَا منادیٰ بعید کے لیے آتے ہیں اور

(۳): یَا منادیٰ قریب و بعید دونوں کے لیے آتا ہے۔

منادی کے قواعد:

اور تو جان بے شک منادی تقسیم ہوتا ہے مختلف اقسام پر۔

(۱): اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو علامتِ رفع پر مبنی ہو گا۔ جیسے: یَازَیْدُ۔ یَا رَجُلُ۔ یَا زَیْدَانِ۔ یَازَیْدُوْنَ۔

(۲): اگر منادیٰ کو لامِ استغاثہ کے ساتھ پکارا جائے تو یہ مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: یَالَزَیْدٍ۔

(۳): حرفِ نداء فتح دیتا ہے "ھا" کو جو منادیٰ سے ملی ہو، جیسے: یَازَیْدَاہُ۔

(۴): اگر منادیٰ مضاف ہو تو حرفِ نداء منادیٰ کو نصب دے گا، جیسے: یَاعَبْدَ اللہِ۔

(۵): اگر منادیٰ مشابہ مضاف ہو تو حرفِ نداء منادی کو نصب دے گا، جیسے: یَا طَالِعًا جَبَلًا۔

(۶): اگر منادیٰ نکرہ غیر معین ہو تو حرفِ نداء منادیٰ کو نصب دے گا، جیسے نابینا کا قول: یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ۔

نوٹ:

اگر منادی معرف باللام ہو تو اس کے لیے کہا گیا ہے جیسے: یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ۔ یَا اَیَّتُھَا الْمَرْاَۃُ۔

ترخیم منادیٰ:

جائز ہے یعنی منادی کے آخر سے تخفیف کی غرض سے کوئی حرف حذف کرنا ترخیم منادیٰ کہلاتا ہے۔ جیسے تیرا قول: فِیْ مَالِکِ میں یَا مَالِ اور فِیْ مَنْصُوْرِ میں یَا مَنْصُ اور فِیْ

عُثمَانُ میں یَا عُثْمُ۔

نوٹ: منادی مرخم کے آخر کو اپنی اصلی حالت پر رکھنا اور مبنی بر ضمہ پڑھنا دونوں جائز ہیں، جیسے: یَا حَارِ اور یَا حَارُ اصل میں یَا حَارِثُ تھا۔

بے شک تو جان "یا" حرفِ نداء میں سے ہے کبھی یہ مندوب میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

المندوب:

مندوب وہ ہے جس پر "یا" یا "وَا" کے ذریعے افسوس کا اظہار کیا جائے، جیسے: یَا زَیْدَاهُ اور وَازَیْدَاهُ۔

پس واؤ خاص ہے مندوب کے ساتھ اور "یا" مشترک ہے نداء اور مندوب دونوں کے ساتھ۔

نوٹ: مندوب کا حکم اعراب اور بناء میں منادیٰ کے حکم کی طرح ہے۔

مفعولِ فیہ:

"مفعولِ فیہ" سے مراد وہ وقت یا جگہ ہے جس میں کسی فاعل کا فعل واقع ہو، اسے ظرف بھی کہتے ہیں۔

ظرفِ زمان کی دو قسمیں ہیں:

(۱): مبہم۔ (۲): محدود۔

مبہم:

ظرفِ زمان مبہم سے مراد وہ ظرفِ زمان ہے جس کے لیے کوئی حد مقرر نہ ہو، جیسے:

دَهْرٌ، حِيْنٌ۔

محدود:

ظرفِ زمان محدود سے مراد وہ ظرفِ زمان ہے جس کے لیے کوئی حد مقرر ہو، جیسے: یَوْمٌ۔ لَیْلَۃٌ۔ شَھْرٌ۔ سَنَۃٌ۔

نوٹ: ظرفِ زمان منصوب ہوتا ہے "فِی" کی تقدیر کے ساتھ، جیسے: صُمْتُ دَھْرًا۔ سَافَرْتُ شَھْرًا۔ اَیْ فِی دَھْرٍ وَ شَھْرٍ۔

ظرفِ مکان کی دو قسمیں ہیں:

(۱): مبہم۔ (۲): محدود۔

مبہم:

ظرفِ مکان مبہم وہ ظرفِ مکان ہے جس کے لیے کوئی حد مقرر نہ ہو، جیسے: جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَ اَمَامَكَ۔

یہ منصوب یہ "فِی" کی تقدیر کے ساتھ۔

محدود:

ظرفِ مکان محدود وہ ظرفِ مکان ہے جس کے لیے کوئی حد مقرر ہو، جیسے: جَلَسْتُ فِی الدَّارِ۔

نوٹ: ظرفِ مکان محدود منصوب نہیں ہوتا "فِی" کی تقدیر کے ساتھ بلکہ اس میں "فِی" کو ظاہر کیا جاتا ہے، جیسے: جَلَسْتُ فِی الْبَیْتِ وَ فِی السُّوْقِ وَ فِی الْمَسْجِدِ۔

مفعول لہ:

مفعولِ لہ سے مراد اس چیز کا اسم ہے جس کے سبب ما قبل ذکر کردہ فعل واقع ہو۔

مفعول لہ کا اعراب:

مفعولِ لہ منصوب ہوتا ہے لامِ تقدیر کے ساتھ۔ جیسے: ضَرَبْتُهُ تَادِيْبًا اَیْ لِلتَّادِيْبِ۔

صاحبِ زجاج کے نزدیک مفعولِ لہ مصدر ہوتا ہے تقدیرا۔ جیسے: اَدَّبْتُهُ تَادِيْبًا۔

جَنَّبْتُ جَنْبًا۔

مفعول معہ:

وہ اسم جو واوَ بمعنیٰ "مَعَ" کے بعد واقع ہو، فعل کے معمول کی مصاحبت کے لیے،

جیسے: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ۔

مفعولِ معہ کے متعلق چند قواعد:

(۱): پس اگر فعل لفظی ہو تو عطف جائز ہے یعنی مفعولِ معہ کو نصب دینا اور رفع دینا

دونوں جائز ہیں، جیسے: اَنَا وَزَيْدًا وَزَيْدٌ۔

(۲): اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب معین ہوا، جیسے: جِئْتُ وَزَيْدًا۔

(۳): اور اگر فعل معناً ہو تو عطف جائز ہے تو عطف معین ہوا، جیسے: مَالِزَيْدٍ وَعَمْرٍو۔

(۴): اور اگر عطف جائز نہیں ہے تو نصب معین ہوا۔ جیسے: مَالَكَ وَزَيْدًا۔ وَمَا

شَانُكَ وَعَمْرًوا۔

حال:

حال وہ لفظ ہے جو فاعل یا مفعولِ بہ یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے، جیسے: جَآءَنِی زَیْدٌ رَاکِبًا۔ ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا۔ لَقِیْتُ عَمْرًو رَاکِبَیْنِ۔

اور کبھی فاعل معنوی ہوتا ہے، جیسے: زَیْدٌ فِی الدَّارِ قَائِمًا۔ اصل میں زَیْدٌ اِسْتَقَرَّ فِی الدَّارِ قَائِمًا تھا۔

اور اسی طرح کبھی مفعولِ بہ معنوی ہوتا ہے، جیسے: ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا۔ یعنی المشار الیہ قَائِمًا ھُوَ زَیْدٌ۔

حال کے متعلق چند قواعد:

- ... حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے، اگر اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے، جیسے: جَآءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ حالتِ نصبی میں التباس کا اندیشہ ہے، جیسے: رَأَیْتُ رَجُلًا رَاکِبًا۔

- کبھی حال جملہ اسمیہ ہوتا ہے، جیسے: جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَغُلَامُہٗ رَاکِبًا۔
- کبھی حال جملہ فعلیہ ہوتا ہے، جیسے: جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَیَرْکَبُ غُلَامُہٗ۔
- کبھی حال کا عامل فعل کے معنی میں ہوتا ہے، جیسے: ھٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا مَعْنَاہُ اُنَبِّہُ وَاُشِیْرُ۔
- کبھی عامل کو حذف کر دیا جاتا ہے جبکہ قرینہ پایا جائے، جیسے: لِلْمُسَافِرِ سَالِمًا غَانِمًا۔ اَیْ تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا۔

التمییز:

تمیز وہ اسم نکرہ ہے جو کسی مقدار (یعنی عدد، کیل، وزن، مساحت وغیرہ) کے بعد ابہام (پوشیدگی) کو دور کرنے کے لیے ذکر کیا جائے، جیسے:

عدد کی مثال: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا (میرے پاس بیس درہم ہیں)

کیل کی مثال: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز گندم ہے)

وزن کی مثال: عِنْدِیْ مَنْوَانِ سَمْنًا (میرے پاس دو من تیل ہے)

مساحت کی مثال: عِنْدِیْ جَرِیْبَانِ قُطْنًا (میرے پاس دو کاٹن روئی ہے)

تمیز کے متعلق چند قواعد:

...اور کبھی تمیز مقدار کے علاوہ استعمال ہوتی ہے، جیسے: هٰذَا خَاتَمٌ حَدِیْدًا۔ هٰذَا سُوَارٌ ذَهَبًا۔

...اور کبھی تمیز جملہ کے بعد واقع ہوتی ہے، اس کی نسبت سے ابہام کو دور کرنے کے لیے، جیسے: طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا عِلْمًا، اَبًا۔

المستثنیٰ:

مستثنیٰ وہ لفظ ہے جسے "اِلَّا" اور دیگر حروفِ استثناء کے بعد اس لیے ذکر کیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی طرف وہ حکم منسوب نہیں ہے جو "اِلَّا" کے ماقبل شئ کی طرف منسوب ہے، جیسے: جَآءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔

مستثنٰی کی اقسام:

مستثنٰی کی دو قسمیں ہیں:

(۱): متصل۔ (۲): منقطع

(۱) مستثنٰی متصل:

مستثنٰی متصل وہ ہے جسے "اِلَّا" اور حروفِ استثناء کے ذریعے متعدد سے خارج کیا گیا ہو (یعنی قبلِ استثناء وہ مستثنٰی منہ میں داخل ہو) جیسے: جَآءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدٌ۔

(۲) مستثنٰی منقطع:

مستثنٰی منقطع وہ ہے جسے "اِلَّا" یا دیگر حروفِ استثناء کے بعد ذکر کیا گیا ہو مگر اسے متعدد سے نہ نکالا گیا ہو کیونکہ وہ مستثنٰی منہ میں داخل ہی نہیں ہوتا، جیسے: جَآءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا۔

حروفِ استثناء:

حروفِ استثناء گیارہ ہیں:

(۱): اِلَّا۔ (۲): غَیْرُ۔ (۳): سِوٰی۔ (۴): خَلَا۔ (۵): عَدَا۔ (۶): حَاشَا۔ (۷): مَا خَلَا۔

(۸): مَاعَدَا۔ (۹): لَیْسَ۔ (۱۰): لَایَکُوْنُ۔ (۱۱): سِوَاءٌ۔

مستثنٰی کے اعراب:

مستثنٰی کے اعراب کی چار قسمیں ہیں:

(۱): منصوب۔ (۲): منصوب یا ما قبل کے مطابق۔ (۳): عامل کے مطابق۔ (۴): مجرور۔

(۱) منصوب:

درج ذیل صورتوں میں مستثنیٰ منصوب ہو گا:

1) جب مستثنیٰ متصل کلامِ موجب میں "اِلَّا" کے بعد واقع ہو، جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا۔

2) جب مستثنیٰ منقطع کلامِ موجب میں "اِلَّا" کے بعد واقع ہو، جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا۔

3) جب مستثنیٰ متصل یا منقطع کلامِ موجب یا غیر موجب میں مستثنیٰ منہ سے پہلے آجائے، جیسے: مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ۔

4) جب مستثنیٰ "خَلَا" اور "عَدَا" کے بعد واقع ہو تو اکثر علما کے نزدیک منصوب ہو گا، جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا۔

5) جب مستثنیٰ "مَا خَلَا، مَا عَدَا، لَیْسَ، لَا یَکُوْنُ" کے بعد واقع ہو، جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ مَا خَلَا زَیْدًا۔

(۲) منصوب یا ما قبل کے مطابق:

جب مستثنیٰ کلامِ غیر موجب میں "اِلَّا" کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو دو طرح سے پڑھنا درست ہے یعنی منصوب یا ما قبل کے مطابق۔ جیسے: مَا جَاءَنِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا اَوْ اِلَّا زَیْدٌ۔

(۳) عامل کے مطابق:

جب مستثنیٰ مفرغ (یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو) کلامِ غیر موجب میں "اِلَّا" کے بعد واقع ہو

تو اس صورت میں اس کا اعراب عامل کے مطابق ہو گا، جیسے: مَا جَآءَنِی اِلَّا زَیْدٌ۔ مَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا۔ مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ۔

(۴) مجرور:

جب مستثنیٰ "غَیْرُ، سِوٰی، سِوَآءٌ" کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھیں گے اور اکثر نحویوں کے نزدیک "حَاشَا" کے بعد بھی مجرور پڑھیں گے، جیسے: جَآءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَسِوَاءَ زَیْدٍ وَحَاشَا زَیْدٍ۔

غیر کا اعراب:

لفظِ "غَیْرُ" کا اعراب "اِلَّا" کے بعد واقع ہونے والے مستثنیٰ کے اعراب کی طرح ہوتا ہے، جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ۔ مَا جَآءَنِی غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ۔

نوٹ: لفظِ "غیر" صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن کبھی کبھی استثناء کے لیے بھی آتا ہے اسی طرح لفظ "اِلَّا" کو وضع کیا گیا ہے استثناء کے لیے لیکن کبھی کبھی صفت کے لیے بھی آتا ہے۔

افعالِ ناقصہ کی خبر:

افعالِ ناقصہ کی خبر مسند ہوتی ہے افعالِ ناقصہ کے داخل ہونے کے بعد، جیسے: کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا۔

اور افعالِ ناقصہ کی خبر کا حکم مبتداء کی خبر کی طرح ہے سوائے اس کے کہ اس کی تقدیم جائز افعالِ ناقصہ کے اسم پر جب کہ وہ (خبر) معرفہ ہو بخلاف مبتداء کی خبر کے،

جیسے: كَانَ الْقَائِمُ زَيْدٌ۔

حروفِ مشبہ بالفعل کا اسم:

حروفِ مشبہ بالفعل کا اسم مسند الیہ ہوتا ہے، حروفِ مشبہ بالفعل کے داخل ہونے کے بعد، جیسے: اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔

لائے نفی جنس کا اسم:

لائے نفی جنس کا اسم مسند الیہ ہوتا ہے، لائے نفی جنس کے داخل ہونے کے بعد، جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ۔

لائے نفی جنس کے اسم کی صورتیں:

لائے نفی جنس کے اسم کی تین صورتیں ہیں:

(۱): لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مضاف ہو، جیسے: لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ۔

(۲): لائے نفی جنس کا اسم مشابہ مضاف ہو، جیسے: لَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِي الْكِيْسِ۔

(۳): لائے نفی جنس کا اسم مفرد نکرہ ہو تو مبنی بر فتحہ ہو گا، جیسے: لَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ۔

لائے نفی جنس کا عمل باطل ہونے کی صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں لائے نفی جنس کا عمل باطل ہو جاتا ہے:

1) لائے نفی جنس کا اسم معرفہ ہو تو دوسرے اسم معرفہ کے ساتھ لائے نفی جنس کا تکرار واجب ہے، جیسے: لَا زَيْدًا فِي الدَّارِ وَلَا عَمْرًوا۔

2) لائے نفی جنس کا اسم نکرہ ہو اور لائے نفی جنس اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ آجائے تو دوسرے اسم نکرہ کے ساتھ لائے نفی جنس کا تکرار ضروری ہے، جیسے: لَا فِیْهَا رَجُلٌ وَلَا اِمْرَاَةٌ۔

نوٹ: اگر لائے نفی جنس کے بعد مفرد نکرہ ہو اور لائے نفی جنس ایک اور مفرد نکرہ کے ساتھ مکرر ہو تو اسے پانچ طریقوں سے پڑھنا جائز ہے:

(۱): لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔

(۲): لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللهِ۔

(۳): لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللهِ۔

(۴): لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللهِ۔

(۵): لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ۔

3) جب قرینہ موجود ہو تو لائے نفی جنس کے اسم کو حذف کر دینا جائز ہے، جیسے: لَا عَلَیْكَ اَیْ لَا بَاْسَ عَلَیْكَ۔

ماولا مشبہتان بلیس کی خبر:

ماولا مشبہتان بلیس کی خبر مسند ہوتی ہے، ماولا مشبہتان بلیس کے داخل ہونے کے بعد، جیسے: مَا زَیْدٌ قَائِمًا۔ لَا رَجُلٌ حَاضِرًا۔

ان کا عمل باطل ہونے کی صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں ماولا کا عمل باطل ہو جاتا ہے:

1) ما اور لا کی خبر اِلَّا کے بعد واقع ہو، جیسے: مَا زَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ۔

2) ما اور لا کی خبر ان کے اسم سے پہلے آجائے، جیسے: مَا قَائِمٌ زَیْدٌ۔

3) ما اور اس کے اسم کے درمیان ان زائدہ آجائے، جیسے: مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ۔

تیسرا مقصد

مجرورات کے بیان میں

اسم مجرور فقط مضاف الیہ ہوتا ہے۔

تعریف:

اسم مجرور وہ اسم ہے جس کی طرف کسی شئے کی نسبت حرفِ جر کے واسطے سے کی جائے اگر حرفِ جر لفظاً ہو تو یہ ترکیب جار مجرور کہلاتی ہے۔ جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

اور اگر حرفِ جر تقدیراً ہو تو اس ترکیب کو مضاف اور مضاف الیہ کہا جاتا ہے، جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ۔

نوٹ: مضاف پر تنوین نہیں آتی اگر مضاف تثنیہ یا جمع مذکر سالم کا صیغہ ہو تو بوقتِ اضافت اس کے آخر سے نونِ تثنیہ اور نونِ جمع گر جاتا ہے، جیسے: جَآءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ وَ غُلَامَا زَیْدٍ وَ مُسْلِمُوْا مِصْرَ۔

اضافت کی اقسام:

اضافت کی دو قسمیں ہیں:

(۱): معنوی۔ (۲): لفظی۔

(۱) اضافتِ معنوی:

وہ اضافت ہے جس میں مضاف صفت کا صیغہ نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی اور اسم ہو، جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ۔

اضافتِ معنوی کی اقسام:

اضافتِ معنوی میں مضاف الیہ سے پہلے حروفِ جارہ مِنْ، فِیْ، یالَام میں سے کوئی ایک مقدر ہوتا ہے اس اعتبار سے اضافت کی تین قسمیں بنتی ہیں:

(۱): اضافتِ لامی۔ (۲): اضافتِ مِنّی۔ (۳): اضافتِ فیوی۔

اضافتِ لامی:

وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرفِ لام جر مقدر ہو، اس صورت میں مضاف الیہ نہ ظرف ہوتا ہے اور نہ ہی مضاف کی جنس سے، جیسے: غُلَامُ زَیْدٍ۔ اصل میں غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔

اضافتِ منی:

وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرفِ جر من مقدر ہو اس صورت میں مضاف مضاف الیہ کی جنس سے ہوتا ہے، جیسے: خَاتَمُ فِضَّةٍ۔ اصل میں خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ تھا۔

اضافتِ فیوی:

وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرفِ جر فی مقدر ہوتا ہے اس صورت میں مضاف الیہ مضاف کے لیے ظرف ہوتا ہے، جیسے: صَلٰوۃُ اللَّیْلِ۔ اصل میں صَلٰوۃٌ فِی

اللَّيْلِ تھا۔

اضافتِ معنوی کا فائدہ:

اضافت اگر معنوی ہو تو تعریف و تخصیص کا فائدہ دیتی ہے، یعنی مضاف الیہ معرفہ ہو تو تعریف کا، جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ۔

اور اگر نکرہ ہو تو تخصیص کا فائدہ دیتی ہے، جیسے: غُلَامُ رَجُلٍ۔

(۲) اضافتِ لفظی:

وہ اضافت ہے جس میں صفت کا صیغہ اپنے معمول کی طرف مضاف ہو، جیسے: ضَارِبُ زَيْدٍ۔ حَسَنُ الْوَجْهِ۔

اضافتِ لفظی کا فائدہ:

اضافت اگر لفظی ہو تو فقط تخفیف کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، یعنی مضاف کے آخر سے تنوین اور نونِ تثنیہ و جمع گر جاتے ہیں۔

وَاعْلَمْ! اسم مفرد منصرف صحیح یا جاری مجریٰ صحیح کو جب "ی" ضمیر متکلم کی طرف مضاف کریں گے تو ان دونوں کے آخر کو کسرہ دیں گے اور ی ضمیر متکلم کو ساکن رکھنا یا فتحہ دینا دونوں جائز ہیں، جیسے: غُلَامِیْ۔ دَلْوِیْ۔ ظَبْیِیْ۔

جس اسم کے آخر میں "الف" ہو تو ی ضمیر متکلم پر فتحہ ہی پڑھا جائے گا، جیسے: عَصَایَ۔ رَحَایَ۔ قبیلہ هذیل کے نزدیک اصل میں رَحِیَّ، عَصِیَّ ہے۔

جس اسم کے آخر میں ی ما قبل مکسور ہو تو ی کو ی ضمیر متکلم میں ادغام کر دیا جائے گا

اور ی ضمیر متکلم کو فتحہ دیا جائے گا تاکہ دو ساکن نہ مل سکیں، جیسے: قَاضِیْ۔ سے قَاضِیَّ۔

جس اسم کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم ہو تو واؤ کو ی سے بدل دیا جائے گا، جیسے: یاء کا یاء میں ادغام کر دیا پھر یاء کی مناسبت سے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا ہے، جیسے: جَآءَنِی مُسْلِمِیَّ۔

جب اسمائے ستہ مکبرہ یاء ضمیر متکلم کی طرف مضاف ہوں، جیسے: اَخِیْ۔ اَبِیْ۔ حَمِیْ۔ هَنِیْ۔ فِیْ، اکثر کے نزدیک ہے، فَمِیْ، ایک قوم کے نزدیک ہے۔

ذو اصلا ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا مگر ایک کہنے والے کا قول ہے: "اِنَّمَا یَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذُوُوْهُ" اور یہ شاذ ہے۔

نوٹ: ذو کی اضافت منقطع نہیں ہوتی البتہ یہ حرفِ جر کی تقدیر کے ساتھ آتا ہے بہر حال جس میں حرفِ جر کو لفظاً ذکر کیا جائے گا عنقریب وہ یعنی تیسری فصل آئے گی، اِنْ شَاءَ اللہُ تعالیٰ۔

خاتمہ

توابع کے بیان میں

تو جان بے شک اسماءِ معرب جو گزرے ان کا اعراب اصلی تھا کیونکہ ان پر عوامل داخل ہوتے ہیں مرفوعات، منصوبات اور مجرورات میں سے۔

پس کبھی اسم کا اعراب اپنے ماقبل کے تابع ہوتا ہے اس کا نام "تابع" رکھا گیا ہے کیونکہ وہ اعراب میں اپنے ماقبل کے تابع ہوتا ہے۔

التابع:

ہر وہ دوسرا اسم جس کا اعراب ایک ہی جہت سے پہلے اسم کے مطابق ہو، جیسے: رَأَیْتُ رَجُلًا عَاقِلًا۔

توابع کی اقسام:

اور توابع پانچ اقسام ہیں:

(۱): نعت (صفت)۔ (۲): عطف بہ حرف۔ (۳): تاکید۔ (۴): بدل۔ (۵): عطفِ بیان۔

پہلی فصل

النعت:

نعت وہ تابع ہے جو اپنے متبوع کے معنی پر دلالت کرتا ہے، جیسے: جَآءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔

یا وہ دلالت کرتا ہے اپنے متبوع کے متعلق کے معنی پر۔ جیسے: جَآءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ۔

اور اس کا نام "صفت" بھی رکھا گیا ہے۔

القسم الاول:

وہ تابع ہوتا ہے اپنے متبوع پر دس چیزوں میں:

(۱-۲-۳): اعراب (رفع، نصب، جر)۔ (۴): معرفہ۔ (۵): نکرہ۔ (۶): افراد (واحد)۔

(۷): تثنیہ۔ (۸): جمع۔ (۹): مذکر۔ (۱۰): مؤنث۔

مثالیں:

(۱): جَآءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ۔ (۲): جَآءَنِی رَجُلَانِ عَالِمَانِ۔ (۳): جَآءَنِی رِجَالٌ عَالِمُوْنَ۔
(۴): جَآءَنِی زَیْدُ نِ الْعَالِمُ وَامْرَاَۃٌ عَالِمَۃٌ۔

القسم الثانی:

بے شک وہ جو تابع ہوتا ہے جو اپنے متبوع کے پہلی پانچ میں صرف میری مراد اعراب، معرفہ اور نکرہ ہونے میں، جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا (ترجمہ کنز الایمان: اس بستی سے جس کے لوگ ظالم ہیں، النساء:۷۵)۔

صفت:

صفت کا فائدہ وہ موصوف میں تخصیص پیدا کر دیتی ہے، یعنی اگر وہ دنوں نکرہ ہوں، جیسے: جَآءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ۔

چند اہم فوائد:

1) صفت موصوف کی وضاحت کرتی ہے اگر دونوں معرفہ ہوں، جیسے: جَآءَنِی زَیْدُ نِ الْفَاضِلُ۔
2) اور کبھی صفت ثناء و مدح کے لیے آتی ہے، جیسے: بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
3) اور کبھی صفت مذمت کے لیے آتی ہے، جیسے: اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
4) اور کبھی صفت تاکید کے لیے آتی ہے، جیسے: نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ۔

5) اور تو جان بے شک اسم نکرہ موصوف بنے گا جملہ خبریہ کے ساتھ، جیسے:
مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْهُ عَالِمٌ اَوْ قَامَ اَبُوْهُ۔

6) اور ضمیر نہ موصوف ہوتی ہے نہ صفت۔

عطف بہ حرف:

عطف بہ حرف وہ تابع ہے کہ اس کی طرف وہی کچھ منسوب ہوتا ہے جس کی نسبت اس کے متبوع کی طرف ہوتی ہے اور اس نسبت سے یہ دونوں مقصود ہوتے ہیں، اسے عطفِ نسق بھی کہا جاتا ہے اور اس کی شرح یہ ہے کہ تابع اور اس کے متبوع کے درمیان حروفِ عطف میں سے کوئی ایک حرف موجود ہو، جیسے: قَامَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو۔

چند اہم قواعد:

1) اور جب ضمیر مرفوع پر عطف ڈالا جائے پس واجب ہے اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ بیان کرنا، جیسے: ضَرَبْتُ اَنَا وَزَيْدٌ۔

2) مگر جب اس میں فاصلہ کیا گیا ہو، جیسے: ضَرَبْتُ الْيَوْمَ وَزَيْدٌ۔

3) اور جب ضمیر مجرور متصل پر عطف ڈالا جائے تو حرفِ جر کا اعادہ واجب ہے، جیسے: مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ۔

حروفِ عطف:

حروفِ عطف دس ہیں:

(۱):واؤ۔(۲):فآء۔(۳):ثُمَّ۔(۴):اَوْ۔(۵):اَمْ۔(۶):اِمَّا۔
(۷):بَلْ۔(۸):لٰكِنْ۔(۹):لَا۔(۱۰):حَتّٰى۔

چند اہم قواعد:

(۱): اور تو جان بے شک معطوف، معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے میری مراد یہ ہے کہ کسی شئے کی صفت ہونا یا کسی کام کی خبر ہونا یا صلہ یا حال ہونا پس دوسرا بھی اسی طرح ہوگا۔

ضابطہ:

ضابطہ اس میں کہ اس حیثیت سے جائز ہوتا ہے کہ معطوف قائم مقام ہوتا ہے معطوف علیہ کے تو عطف جائز ہے، ورنہ جائز نہیں ہے۔

(۲): دو مختلف عاملوں کے معمول پر عطف کرنا جائز ہے اگر معطوف علیہ مجرور اور مقدم ہو اور معطوف بھی اسی طرح، جیسے: فِی الدَّارِ رَجُلٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو۔

اور اس مسئلہ میں دوسرے دو مذہب ہیں:

۱): دونوں صورتیں مطلق جائز ہیں، امام فراء کے نزدیک۔

۲): دونوں صورتیں مطلق ناجائز ہیں امام سیبویہ کے نزدیک۔

تاکید:

تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کی طرف کسی شے کی نسبت کو پختہ کرنے پر دلالت کرتا ہے یا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حکم متبوع کے تمام افراد کو شامل ہے۔

تاکید کی اقسام:

تاکید کی دو قسمیں ہیں:

(۱): تاکیدِ لفظی۔ (۲): تاکیدِ معنوی۔

(۱) تاکیدِ لفظی:

تاکیدِ لفظی وہ تاکید ہے جو پہلے لفظ کی تکرار سے حاصل ہوتی ہے، جیسے: جَآءَنِی زَیْدٌ زَیْدٌ، جَآءَ جَآءَ زَیْدٌ۔

(۲) تاکیدِ معنوی:

تاکیدِ معنوی وہ تاکید ہے جو محدود الفاظ کے ساتھ ہو اور وہ یہ ہیں:

(۱): نَفْسٌ۔ (۲): عَیْنٌ۔

یہ دونوں واحد، تثنیہ اور جمع کے لیے ہیں، صیغے اور ضمیر کے اختلاف کے ساتھ، جیسے:

جَآءَنِی زَیْدٌ نَفْسُہٗ۔ جَآءَنِی زَیْدَانِ اَنْفُسُھُمَا۔ وَالزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُھُمْ۔

اور اسی طرح عَیْنُہٗ وَ اَعْیُنُھُمَا وَ اَعْیُنُھُمْ۔ جَآءَتْنِی ھِنْدٌ نَفْسُھَا۔ وَجَآءَتْنِی الْھِنْدُ اَنْفُسُھَا وَ اَنْفُسَاھُمَا وَجَآءَتْنِی الْھِنْدَاتُ اَنْفُسُھُنَّ۔

کلا۔ کلتا:

یہ دونوں خاص ہیں تثنیہ کے لیے، جیسے: قَامَ الرَّجُلَانِ کِلَاھُمَا۔ قَامَتِ الْمَرْاَتَانِ کِلْتَاھُمَا۔

کل۔ اجمع۔ اکتع۔ ابتع۔ ابصع:

یہ تمام صیغے تثنیہ کے علاوہ استعمال ہوتے ہیں، جبکہ لفظ کل میں ضمیر کے اختلاف کے ساتھ اور باقی صیغوں مین تو کہے گا، جیسے: جَآءَنِی الْقَوْمُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ اَکْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ

اَبْصَعُوْنَ۔ وَقَالَتِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ، جُمَعُ كُتَعُ، بُتَعُ بُصَعُ۔

اور جب تو ارادہ کرے ضمیرِ مرفوع متصل بارز و مستتر کی تاکید معنوی نَفْسٌ یا عَیْنٌ کے ساتھ لگانے کا تو واجب ہے ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید پہلے لگانا۔ جیسے: ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسَكَ۔

کل اور اجمع کی تاکید نہ لگائی جائے مگر یہ کہ اس کے لیے اجزاء اور ابعاض ہوں اور اس کے اجزاء کا حسی طور پر یا حکمی طور پر جدا ہونا صحیح ہو۔ جیسے: اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ۔ اَكْرَمْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ۔

نوٹ: اور تو جان بے شک اَكْتَعُ اَبْتَعُ اَبْصَعُ تابع ہوتے ہیں اَجْمَعُ کے اور یہ اَجْمَعُ کے بغیر نہیں آتے پس جائز نہیں ہے ان الفاظ کی تقدیم اَجْمَعُ پر اور اَجْمَعُ کے علاوہ ان الفاظ کا معنی نہیں ہوتا۔

بدل:

بدل وہ تابع ہے جو مقصود بالنسبت ہوتا ہے۔ جس کی نسبت اس کے متبوع کی طرف ہوتی ہے اور اس نسبت میں یہ خود مقصود ہوتا ہے نہ کہ اس کا متبوع، جیسے: جَاءَنِي زَيْدٌ اَخُوْكَ۔

بدل کی اقسام:

بدل کی چار اقسام ہیں:

(۱): بدلِ کل۔ (۲): بدلِ بعض۔ (۳): بدلِ اشتمال۔ (۴): بدلِ غلط۔

(۱) بدلِ کل:

بدلِ کل وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو، جیسے: جَآءَنِی زَیْدٌ اَخُوْکَ۔

(۲) بدلِ بعض:

بدلِ بعض وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کا جزء ہو، جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا رَاْسَہٗ۔

(۳) بدلِ اشتمال:

بدلِ اشتمال وہ بدل جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو، جیسے: سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ۔

(۴) بدلِ غلط:

بدلِ غلط وہ بدل جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے، جیسے: جَآءَنِی زَیْدٌ جَعْفَرٌ وَرَاَیْتُ رَجُلًا حِمَارًا۔

بدل کے قواعد:

(۱): بدل اگر نکرہ ہو اور مبدل منہ معرفہ ہو تو بدل کی صفت لگانا واجب ہے، جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كٰذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ (ترجمہ کنز الایمان: پیشانی کے بال پکڑ کر، کیسی پیشانی جھوٹی خطاکار، العلق: ۱۵-۱۶)

(۲): اور اس کے برعکس میں صفت لگانا واجب نہیں ہے یعنی بدل معرفہ ہو اور مبدل منہ نکرہ ہو۔

(۳): یا پھر دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں تو بھی صفت لگانا ضروری نہیں۔

عطفِ بیان:

عطفِ بیان وہ تابع ہے جو صفت تو نہ ہو لیکن صفت کی طرح اپنے متبوع کو واضح کرے یہ اپنے متبوع سے زیادہ مشہور ہوتا ہے، جیسے: قَامَ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ۔ قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ۔

اور عطفِ بیان کا التباس نہ ہو بدل کے ساتھ لفظاً۔ شاعر کے قول کی مثل شعر میں:

اَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبَكْرِيِّ بِشْرٍ
عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهٗ وُقُوْعًا

باب دوم:

مبنی اسم کے بارے میں

اسم مبنی:

اسمِ مبنی سے مراد ایسا اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو، ا، ب، ت، ث کے مثل اور وَاحِدٌ، اِثْنَانِ، ثَلٰثَةٌ کے مثل جیسے: لفظ "زَیْد" اکیلا۔

وضاحت: کیونکہ وہ مبنی ہے فعل کے ساتھ سکون پر اور وہ معرب ہوتا ہے فوت کے ساتھ۔

یا وہ مبنی الاصل کے مشابہ ہو اس طرح وہ اپنے معنی پر دلالت کرنے کے لیے کسی قرینے کا محتاج ہو اشارہ کی طرح، جیسے: ھٰٓؤُلَآءِ۔

اور اس جیسے یا تین حروف سے کم پر مشتمل ہو یا معنی حرف کو ضمن میں لئے ہوئے ہو،

جیسے: ذَا اور اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک۔

اور یہ قسم اصلا معرب نہیں ہوتی اور

مبنی کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے آخر میں اختلاف نہیں ہوتا عوامل کے اختلاف کے ساتھ۔

مبنی کا اعراب:

اور اس کی حرکت کا نام ضمہ، فتحہ، کسرہ اور سکون یعنی وقت کی حالت میں رکھا گیا ہے۔

مبنی کی اقسام:

اور وہ آٹھ انواع پر مشتمل ہے:

(۱): مضمرات (ضمائر)۔ (۲): اسمائے اشارات۔ (۳): اسمائے موصولات۔

(۴): اسمائے افعال۔ (۵): اسمائے اصوات۔ (٦): مرکبات۔

(۷): اسمائے کنایات۔ (۸): اسمائے ظروف

مضمرات:

ضمیر وہ اسم ہے جس کو متکلم مخاطب یا غائب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو، جس کا ذکر لفظی یا معنوی یا حکمی طور پر پہلے ہو چکا ہو، جیسے: اَنَا، اَنْتَ، هُوَ۔

ضمیر کی اقسام:

ضمیر کی دو قسمیں ہیں:

(۱): ضمیرِ متصل۔(۲): ضمیرِ منفصل

ضمیرِ متصل:

ضمیرِ متصل وہ ضمیر ہوتی ہے جو تنہا استعمال نہیں ہوتی۔

(۱): یا تو مرفوع ہوتی ہے، جیسے: ضَرَبْتُ سے ضَرَبْنَ تک۔

(۲): یا منصوب ہوتی ہے، جیسے: ضَرَبَنِیْ سے ضَرَبَهُنَّ اور اِنَّنِیْ سے اِنَّهُنَّ تک۔

(۳): یا مجرور ہوتی ہے، جیسے: غُلَامِیْ اور لِیْ سے غُلَامُهُنَّ اور لَهُنَّ تک۔

ضمیر منفصل:

ضمیرِ منفصل وہ ضمیر ہوتی ہے جسے تنہا استعمال کیا جا سکے

(۱): یا تو مرفوع ہوتی ہے، جیسے: اَنَا سے هُنَّ تک۔

(۲): یا منصوب ہوتی ہے، جیسے: اِیَّایَ سے اِیَّاهُنَّ تک۔

پس یہ ساٹھ (٦٠) ضمیریں ہیں۔

اور تو جان بے شک ضمیر مرفوع متصل خاص ہوتی ہے کہ وہ مستتر ہو ماضی مذکر غائب

و مؤنث غائب کے صیغہ میں، جیسے: ضَرَبَ اَیْ هُوَ۔ ضَرَبَتْ اَیْ هِیَ۔

اور مضارع متکلم میں مطلق، جیسے: اَضْرِبُ اَیْ اَنَا۔ نَضْرِبُ اَیْ نَحْنُ۔

اور مخاطب کے لیے، تَضْرِبُ اَیْ اَنْتَ۔

اور مذکر و مؤنث غائب کے لیے، جیسے: یَضْرِبُ اَیْ هُوَ تَضْرِبُ اَیْ هِیَ۔

چند اہم قواعد:

(۱): اور صفت میں میری مراد اسم فاعل، اسم مفعول اور ان دونوں کے علاوہ مطلق اور جائز نہیں ہے ضمیر منفصل کا استعمال مگر ضمیر متصل کے عذر کے وقت، جیسے: اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَمَا ضَرَبُكَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا زَيْدٌ وَمَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا۔

(۲): اور تو جا بے شک ان کے لیے ضمیر واقع ہوتی ہے جملہ سے پہلے اور تفسیر بیان کرتی ہے اس کی اور اس کا نام ضمیر شان رکھا گیا ہے مذکر کے لیے اور ضمیر قصہ رکھا گیا مؤنث کے لیے، جیسے: اِنَّهَا زَيْنَبُ قَائِمَةٌ۔

(۳): اور وہ داخل ہوتی ہے مبتداء اور خبر کے درمیان ضمیر مرفوع منفصل مبتداء کے مطابق جب خبر معرفہ ہو یا اسم تفضیل من سے مستعمل ہو اور اس کا نام ضمیرِ فصل رکھا گیا ہے کیونکہ وہ فاصلہ کرتی ہے مبتداء اور خبر کے درمیان۔ جیسے: زَيْدٌ هُوَ الْقَائِمُ اور كَانَ زَيْدٌ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ

اسمائے اشارہ:

اسمائے اشارہ وہ اسماء ہیں جنہیں مشار الیہ پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو، اور یہ پانچ الفاظ ہیں: چھ معنی کے لیے اور یہ؛

(۱): ذَا مذکر کے لیے اور ذان اور ذین تثنیہ کے لیے ہیں۔ اور

(۲): تَا اور تِی اور ذِیْ اور تِہٖ اور ذِہٖ اور تِہِیْ اور ذِہِیْ مؤنث کے لیے ہیں اور

(۳): تَانِ اور تین تثنیہ کے لیے ہیں۔ اور

(۴): أُولَآءِ مد کے ساتھ اور (۵): أُولٰی قصر کے ساتھ دونوں جمع کے لیے آتے ہیں۔

چند اہم قواعد:

(۱): اور کبھی اسم اشارہ کے شروع میں ھاء تنبیہ کے لیے آتی ہے، جیسے: ھٰذَا۔ ھٰذَانِ۔ ھٰؤُلَآءِ۔

(۲): اور کبھی اسم اشارہ کے آخر میں حرفِ خطاب آتا ہے اور وہ بھی پانچ الفاظ ہیں چھ معنی کے لیے، جیسے: کَ، کُمَا، کُمْ، کِ، کُنَّ۔

پس یہ پچیس ہوتے ہیں اور پانچ کو پانچ سے ضرب دینے پر اور یہ ذَاکَ سے ذَاکُنَّ تک اور ذَانِکَ سے ذَانِکُنَّ تک اور باقی اسی طرح ہیں۔

(۳): اور تو جان بے شک ذا قریب کے لیے ہوتا ہے اور ذَالِکَ بعید کے لیے آتا ہے اور ذاک متوسط کے لیے آتا ہے۔

اسمِ موصول:

اسمِ موصول وہ ہے جو اپنے صلہ سے ملے بغیر جملے کا مکمل جزءنہ بن سکے مگر اس کے بعد صلہ ہو اور وہ صلہ جملہ خبریہ ہو اور ضروری ہے اس میں ضمیر کا ہونا جو اسم موصول کی طرف لوٹے اس کی مثال جو ہمارے قول میں ہے: جَآءَ الَّذِیْ اَبُوْهُ قَائِمٌ اور قَامَ اَبُوْهُ۔

اور یہ اَلَّذِیْ مذکر کے لیے آتا ہے، اور اَلَّذَانِ اور اَلَّذَیْنِ تثنیہ مذکر کے لیے آتے ہیں اور اَلَّتِیْ مؤنث کے لیے آتا ہے، اور اَللَّتَانِ اور اَللَّتَیْنِ تثنیہ مؤنث کے لیے آتے ہیں۔ اور اَلَّذِیْنَ اور اَلْاُلٰی جمع مذکر کے لیے آتے ہیں۔

اور اَلّٰاتِیْ، اَللَّوَاتِیْ، اَللَّاءِ، اَللَّائِیْ یہ سب جمع مؤنث کے لیے آتے ہیں۔

اور مَا، مَنْ، اَیٌّ، اَیَّۃٌ اور ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ قبیلہ "بنی طے" کی لغت میں آتا ہے۔ جیسے شاعر کا قول:

فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَجَدِّیْ

وَبِئْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَیْتُ

یعنی اَلَّذِیْ حَفَرْتُہٗ اور اَلَّذِیْ طَوَیْتُہٗ۔

اور الف لام بمعنی اَلَّذِیْ جبکہ اسم فاعل اور اسمِ مفعول پر آئے، جیسے: جَاءَنِیْ الضَّارِبُ زَیْدًا۔ یعنی اَلَّذِیْ یَضْرِبُ زَیْدًا۔ یا جَاءَنِیْ الْمَضْرُوْبُ غُلَامُہٗ۔

اور ضمیر عائد کو حذف کرنا جائز ہے لفظ سے اگرچہ مفعول ہو، جیسے: قَامَ الَّذِیْ ضَرَبْتُ یَعْنِی الَّذِیْ ضَرَبْتُہٗ۔

اور تو جان بے شک اَیٌّ اور اَیَّۃٌ معرب ہوتے ہیں مگر جب صلہ کا صدر حذف ہو تو مبنی ہوتے ہیں، جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ترجمہ کنز الایمان: پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بے باک ہو گا (پ۱۶، مریم:۶۹) اَیْ هُوَ اَشَدُّ

اسمائے افعال:

اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو فعلِ ماضی یا امر کا معنی دیتا ہے۔ جیسے: رُوَیْدَ زَیْدًا اَیْ اَمْہِلْہُ۔ هَیْهَاتَ زَیْدٌ اَیْ بَعُدَ۔

یا اسم فعل فعال کے وزن پر بمعنی فعل امر ہو گا اور یہ قیاس کیا جائیگا ثلاثی مجرد سے، جیسے: نَزَالِ بمعنی اُنْزُلْ اور تَرَاكِ بمعنی اُتْرُكْ۔

اور کبھی فَعَالِ ملحق ہوتا ہے مفعل مصدر کے ساتھ جیسے: فَجَارِ بمعنی اَلْفُجُوْرُ۔

یا صفت کے ساتھ مؤنث کے لیے، جیسے: یَافَسَاقِ بِمَعْنیٰ فَاسِقَةِ۔

یَالَكَاعِ بمعنی لَاكِعَةِ یا عَلَمًا لِلْاَعْيَانِ الْمُؤَنَّثَةِ یعنی مؤنث کے علم، جیسے: قَطَامِ، غَلَابِ، حَضَارِ، یہ تینوں نام اسمائے افعال میں سے نہیں ہیں مگر ان کو فَعَالِ کی مناسبت کی وجہ سے ذکر کیا گیا ہے۔

اسمائے اصوات:

ہر وہ لفظ جس سے کسی آواز کی حکایت کی جائے، جیسے کوے کی آواز کے لیے غاق یا چوپایوں کی آواز، جیسے: اونٹ کو بٹھانے کے لیے نَخٍّ، نَخِّ۔

مرکبات:

ہر وہ اسم ہے جو دو کلموں سے مرکب ہو اور ان دونوں کے درمیان نسبت نہ ہو پس اگر دوسرا اجزء ملا ہو کسی حرف کو تو ان دونوں کی بناء واجب ہے فتحہ پر، جیسے: اَحَدَ عَشَرَ اِلٰی تِسْعَةَ عَشَرَ۔ سوائے اِثْنَیْ عَشَرَ کے کیونکہ یہ معرب ہوتا ہے، جیسے: تثنیہ کے لیے اِثْنَا عَشَرَ اور اِثْنَتَا عَشَرَةَ۔

اور اگر دوسرا اجزء کسی حرف سے نہ ملا ہو تو اس میں بہت سی لغات ہیں پہلے کی بناء فتحہ پر زیادہ فصیح ہے اور دوسرے کا اعراب غیر منصرف کی طرح ہے۔ جیسے: بَعْلَبَكَّ جیسے: جَاءَنِیْ بَعْلَبَكُّ۔ وَرَاَيْتُ بَعْلَبَكَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ۔

اسمائے کنایات:

وہ اسم جو مبہم عدد پر دلالت کرے اور وہ یہ ہیں: کَمْ اور کَذَا۔ یا پھر مبہم بات پر دلالت کرے اور وہ یہ ہیں: کَیْتَ اور ذَیْتَ اور تو جان بے شک کم کی دو قسمیں ہیں:

(۱): استفہامیہ۔ (۲): خبریہ۔

(۱): کم استفہامیہ:

وہ جس کا مابعد مفرد منصوب ہو تو تمیز ہونے کی بناء پر جیسے: کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ۔

(۲): کم خبریہ:

وہ جس کا مابعد مفرد مجرور ہو، جیسے: کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتَه۔

یا جمع ہو، جیسے: کَمْ رِجَالٍ لَقَیْتُهُمْ۔ اس کا معنی کثیر ہوتا ہے اور مِنْ بیانیہ داخل ہوتا ہے ان دونوں میں یعنی استفہامیہ خبریہ تو کہے: کَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقَیْتُه اور کَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُه اور کبھی تمیز کو حذف کر دیا جاتا ہے، قرینے کے پائے جانے کی وجہ سے۔ جیسے: کَمْ مَالُكَ اَیْ کَمْ دِیْنَا آمَالُكَ۔ اور کَمْ ضَرَبْتَ اَیْ کَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ۔

اور تو جان بے شک کم کی دو وجہیں ہیں وہ واقع ہوتا ہے منصوب جب اس کے بعد فعل ہو اور وہ نہ لوٹے کم کی طرف اپنی ضمیر کے ساتھ، جیسے: کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ اور کَمْ غُلَامٍ مَلَکْتَ تو اس حیثیت سے مفعول بہ بنے گا اور جیسے: کَمْ یَوْمًا سِرْتَ۔ اور کَمْ یَوْمٍ صُمْتَ۔ تو اس حیثیت سے مفعولِ فیہ بنے گا۔

یا پھر کَمْ مجرور ہو گا جب اس سے پہلے حرفِ جر ہو یا مضاف ہو، جیسے: بِکَمْ رَجُلًا مَرَرْتَ

اور عَلٰی کَمْ رَجُلٍ حَکَمْتَ۔ اور غُلَامَ کَمْ رَجُلًا ضَرَبْتَ اور مَالَ کَمْ رَجُلٍ سَلَبْتَ۔

یا پھر کَمْ مرفوع ہوگا جبکہ منصوب اور مجرور کی صورت نہ ہو اور ظرف بھی نہ ہو تو کَمْ مبتداء بنے گا یعنی مرفوع۔ جیسے: کَمْ رَجُلًا اَخُوْكَ اور کَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتَه۔

اگر ظرف ہو تو کَمْ خبر مقدم بنے گا یعنی مرفوع، جیسے: کَمْ یَوْمًا سَفَرُكَ اور کَمْ شَهْرٍ صَوْمِیْ۔

ظروفِ مبنیہ:

ظرفِ مبنیہ کئی اقسام پر ہیں، ان میں سے جو منقطع ہو جاتے ہیں اضافت سے اس لیے کہ ان کا مضاف الیہ حذف کیا ہوا ہوتا ہے، جیسے: قَبْلُ اور بَعْدُ اور فَوْقَ اور تَحْتَ۔

اللہ فرماتا ہے: لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ ای من قبل کل شئ و من بعد کل شئ

ظروفِ مبنیہ کا اعراب:

جب مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت یعنی ذہن میں ہو متکلم کے لیے تو یہ مبنی بر ضمہ ہوں گے ورنہ معرب ہوں گے۔

اور اس طرح بھی پڑھا گیا ہے اور اس کا نام غایات رکھا گیا ہے۔

اور ان میں سے حَیْثُ کو تشبیہ دی گئی ہے غَایَات کے ساتھ اور حَیْثُ کو اضافت لازمی ہے۔ اکثر جملہ کی طرف قال اللہ تعالی: سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾

اور کبھی حَیْثُ مضاف ہوتا ہے مفرد کی طرف جیسے: شاعر کا قول:

اَمَا تَرٰی حَیْثُ سُهَیْلٍ طَالِعًا

اَیْ سُهَیْلٍ کی جگہ پس حیث جگہ کے معنی دیتا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مضاف ہو جملہ کی طرح، جیسے: اِجْلِسْ حَیْثُ یَجْلِسُ زَیْدٌ۔

اور ان میں سے "ذَا" ہے اور یہ مستقبل کے لیے آتا ہے جب وہ داخل ہو یا ماضی پر تو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ

اور اس میں شرط کا معنی پایا جاتا ہے اور جائز ہے یہ کہ اس کے بعد جملہ اسمیہ واقع ہو۔، جیسے: اٰتِیْكَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ۔ اور مختار یہ ہے کہ فعلیہ، جیسے: اٰتِیْكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

اور کبھی وہ ناگاہ (اچانک) کے لیے آتا ہے پس اس کے بعد مبتداء کا آنا مختار ہے، جیسے: خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ۔

اور ان میں سے اذ ہے اور یہ ماضی کے لیے آتا ہے اگرچہ مستقبل پر داخل ہو اور اس کے دو جملے اسمیہ اور فعلیہ واقع ہوتے ہیں، جیسے: جِئْتُكَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ۔

اور ان میں سے "اَیْنَ اور اَنّٰی" ہے یہ دونوں ظرفِ مکان کے لیے آتے ہیں، معنی استفہام کے ساتھ، جیسے: اَیْنَ تَمْشِیْ وَاَنّٰی تَقْعُدُ۔

اور معنی شرط کے ساتھ آتے ہیں، جیسے: اَیْنَ تَجْلِسُ اَجْلِسُ۔ وَاَنّٰی تَقُمْ اَقُمْ۔

اور ان میں "متی" ہے یہ ظرفِ زمان کے لیے آتا ہے کبھی شرطیہ یا استفہامیہ بھی آتا ہے، جیسے: مَتٰی تَصُمْ اَصُمْ۔ وَمَتٰی تُسَافِرْ اُسَافِرْ۔

اور ان میں "کَیْفَ" ہے یہ حال پوچھنے کے لیے آتا ہے، جیسے: کَیْفَ اَنْتَ اَیْ یَعْنِیْ فِیْ اَیِّ حَالٍ اَنْتَ۔

اور ان میں سے "اَیَّانَ" ہے یہ ظرفِ زمان کے لیے آتا ہے اور کبھی استفہامیہ ہوتا ہے جیسے: اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ۔

اور ان میں سے مُذْ اور مُنْذُ ہے یہ دونوں اوّل مدّت کے معنی میں آتے ہیں اگر پوچھا جائے مَتٰی کے جواب میں۔ جیسے: مَا رَاَیْتُہٗ مُذْ اور مُنْذُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ۔ جس نے کہا: مَتٰی رَاَیْتَ زَیْدًا۔ یعنی میرے زید کو نہ دیکھنے کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا۔

اگر کَمْ کے ساتھ سوال کے جواب میں آئے تو پوری مدت بتانے کے لیے آتے ہیں، جیسے: مَا رَاَیْتُہٗ مُذْ اور مُنْذُ یَوْمَانِ۔ جس نے کہا: کَمْ مُدَّۃً مَارَاَیْتَ زَیْدًا۔ یعنی اسے نہ دیکھنے کی مدت دو دن ہے۔

اور ان میں لَدٰی اور لَدُنْ ہے یہ دونوں عند کے معنی میں آتے ہیں، جیسے: اَلْمَالُ لَدَیْكَ اور فرق ان دونوں کے درمیان اتنا ہے کہ بے شک عِنْدَ میں کسی شے کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے مگر لَدٰی اور لَدُنْ میں شے کا پاس میں ہونا شرط ہے۔ لَدٰی اور لَدُنْ میں دوسری لغات بھی آئی ہیں: لَدْنِ اور لُدْنَ اور لُدْنِ اور لَدَنْ اور لَدْ اور لُدْ اور لُدُ۔

اور ان میں قَطُّ ہے یہ ماضی منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے، جیسے: مَارَاَیْتُہٗ قَطُّ۔

اور ان میں سے عَوْضُ ہے یہ مستقبل کی منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے اس میں استغراق کا معنی ہوتا ہے، جیسے: لَااَضْرِبُہٗ عَوْضُ۔

اور تو جان بے شک ظروف جب مضاف ہوں جملہ کی طرف یا لفظِ اِذْ کی طرف تو جائز ہے ان کو مبنی بر فتح پڑھنا۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ اور اسی طرح یَوْمَئِذٍ اور حِیْنَئِذٍ اور اسی طرح مِثْلَ اور غَیْرَ ملے ہوں مَا، اَنْ، اور اِنْ

سے تو ان کو بھی فتح پڑھنا جائز ہے، جیسے تو کہے: ضَرَبْتُهُ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ اور غَيْرَ أَنْ ضَرَبَ زَيْدٌ۔

اور ان میں سے أَمْسِ بھی ہے یہ اہلِ حجاز کے نزدیک کسرہ پر مبنی ہوتا ہے اور گزرے ہوئے دن کے لیے آتا ہے۔

اسم کے بقیہ احکام کا بیان

اور خاتمہ اسم کے باقی احکام میں اور اس کے لواحق میں اعراب اور بناء کے علاوہ اس میں دس فصلیں ہیں:

پہلی فصل

تو جان بے شک اسم کی دو قسمیں ہیں:

(۱): معرفہ۔ (۲): نکرہ۔

معرفہ:

وہ اسم ہے جسے کسی معین شے کے لیے وضع کیا گیا ہو، اور معرفہ کی چھ قسمیں ہیں:

(۱): مُضْمَرَاتْ۔ (۲): اَعْلَامْ۔ (۳): مُبْهَمَات (اشارات + موصولات)۔

(۴): مُعَرّف بِاللّام۔ (۵): مُعَرّف بِالنِّدَاء۔ (۶): مُعَرّف بِالْاِضَافه۔

معرف بالاضافہ:

یعنی وہ اسم جو مذکورہ پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو اضافتِ معنوی کے ساتھ اور

علم:

علم وہ ہے جسے کسی معین شئے کے لیے وضع کیا جائے اور ایک وضع میں وہ دوسرے کو شامل نہ ہو۔

اعرف المعارف:

میں نے پہچانا سب سے زیادہ معارف کو جو متکلم ضمیر ہے، جیسے: اَنَا اور نَحْنُ۔ پھر مخاطب میں، جیسے: اَنْتَ۔ پھر غائب میں، جیسے: ھُوَ۔ پھر عَلم پھر مُبْھَمات پھر معرّف باللّام پھر معرَّف بِالنداء اور مضاف مضاف الیہ کی قوّت میں ہوتا ہے۔

نکرہ:

وہ اسم ہے جو کسی غیر معین شئے کے لیے وضع کیا گیا ہو، جیسے: رَجُلٌ۔ فَرَسٌ۔

دوسری فصل

اسمائے عدد:

وہ اسماء ہیں جو اشیاء کی تعداد پر دلالت کے لیے وضع کئے گئے ہوں۔ اسمائے عدد کی اصل بارہ کلمات ہیں:

ایک سے دس تک اور سو اور ہزار یعنی وَاحِدٌ تا عَشَرَۃٌ، مِائَۃٌ، اَلْفٌ اور ان کا استعمال وَاحِدٌ سے اِثْنَانِ تک قیاس پر ہے میری مراد مذکر کے لیے ۃ کے بغیر اور مؤنث کے لیے ۃ کے ساتھ جیسے تو کہے: رَجُلٌ میں وَاحِدٌ اور رَجُلَانِ میں اِثْنَانِ۔

اور اِمْرَاَۃٌ میں وَاحِدَۃٌ اور اِمْرَاَتَانِ میں اِثْنَتَانِ یا اِثْنَتَانِ۔

مثال: رَجُلٌ وَاحِدٌ۔ رَجُلَانِ اِثْنَانِ۔ اِمْرَاَۃٌ وَاحِدَۃٌ۔ اِمْرَاَتَانِ اِثْنَتَانِ۔

اور تین سے دس تک یعنی ثَلٰثَۃٌ یا عَشَرَۃٌ خلافِ قیاس پر ہو گا۔ میری مراد مذکر لیے ۃ کے ساتھ جیسے تو کہے: ثَلٰثَۃُ رِجَالٍ۔ سے عَشَرَۃُ رِجَالٍ اور مؤنث کے لیے اس کے علاوہ جیسے تو کہے: ثَلٰثُ نِسْوَۃٍ سے عَشَرُ نِسْوَۃٍ اور عَشَرَۃٌ کے بعد تو کہے: اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا۔

اور ثَلٰثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا سے تِسْعَۃَ عَشَرَ رَجُلًا تک اور اِحْدٰی عَشَرَۃَ اِمْرَاَۃً اور اِثْنَتَا عَشَرَۃَ اِمْرَاَۃً اور ثَلٰثَ عَشَرَۃَ اِمْرَاَۃً سے تِسْعَ عَشَرَۃَ اِمْرَاَۃً۔

اور اس کے بعد تو کہے گا: عِشْرُوْنَ رَجُلًا اور عِشْرُوْنَ اِمْرَاَۃً مذکر و مؤنث دونوں میں فرق کیے بغیر تِسْعُوْنَ رَجُلًا اور اِمْرَاَۃً تک۔ وَاحِدٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا اور اِحْدٰی وَعِشْرُوْنَ اِمْرَاَۃً اور اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا اور اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَاَۃً اور ثَلٰثَۃَ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا اور ثَلٰثٌ وَّعِشْرُوْنَ اِمْرَاَۃً سے تِسْعَۃَ وَتِسْعُوْنَ رَجُلًا اور تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ اِمْرَاَۃً تک۔

پھر تو کہے: مِائَۃُ رَجُلٍ اور مِائَۃُ اِمْرَاَۃٍ اور اَلْفُ رَجُلٍ اور اَلْفُ اِمْرَاَۃٍ اور مِائَتَا رَجُلٍ اور مِائَتَا اِمْرَاَۃٍ اور اَلْفَا رَجُلٍ اور اَلْفَا اِمْرَاَۃٍ مذکر و مؤنث دونوں میں فرق کیے بغیر۔

پس جب زیادہ ہو مِائَۃٌ اور اَلْفٌ پر تو دونوں قیاس پر استعمال ہوں گے جو تو نے پہچانا اور اَلْفٌ مقدم ہو گا مِائَۃٌ پر اور مِائَۃٌ اکائی پر اور کائی دہائی پر۔ جیسے تو کہے: عِنْدِیْ اَلْفٌ وَّمِائَۃٌ وَّاحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا اور اَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا اور اَرْبَعَۃُ اٰلَافٍ وَّتِسْعُ مِائَۃٍ وَّخَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اِمْرَاَۃً۔ تم پر لازم ہے قیاس کرنا۔

اور تو جان بے شک واحد اور تثنیہ کے لیے مُمَیِّز عدد نہیں ہے کیونکہ تمیز عدد کو ذکر

کرنے سے مستغنی ہے ان دونوں میں تو کہے: عِنْدِیْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ اور بہر حال باقی اعداد پس ضروری ہے ان کے لیے تمیز بیان کرنا۔

پس تو ثَلٰثَۃٌ سے عَشَرَۃٌ تک کی تمیز جمع مجرور کہے، جیسے تو کہے: ثَلٰثَۃُ رِجَالٍ اور ثَلٰثُ نِسْوَۃٍ۔

مگر جب تمیز مِائَۃٌ کا لفظ ہو تو اس وقت تمیز مفرد مجرور ہو گی، جیسے تو کہے: ثَلٰثُ مِائَۃٍ اور تِسْعُ مِائَۃٍ اور قیاس یہ ہے: ثَلٰثُ مِائَۃٍ اَوْ مِئَتَیْنِ۔

اور اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَۃٌ وَتِسْعِیْنَ تک کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے، تو کہے: اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور اِحْدٰی عَشَرَۃَ اِمْرَاَۃً اور تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ رَجُلًا اور تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اِمْرَءَۃً

مِائَۃٌ اور اَلْفٌ اور ان دونوں کی تثنیہ اور اَلْفٌ کی جمع کی تمیز مفرد مجرور ہوتی ہے تو کہے: مِائَۃُ رَجُلٍ اور مِائَۃُ اِمْرَاَۃٍ۔

اور اَلْفُ رَجُلٍ اور اَلْفُ اِمْرَاَۃٍ اور مِائَتَا اِمْرَاَۃٍ اور مِائَتَا رَجُلٍ۔

اور اَلْفَا رَجُلٍ اور اَلْفَا اِمْرَاَۃٍ اور ثَلٰثَۃُ اٰلَافِ رَجُلٍ اور ثَلٰثُ اٰلَافِ اِمْرَاَۃٍ اور تو قیاس کر اس پر۔

تیسری فصل

اسم یا تو مؤنث ہو گا یا مذکر ہو گا۔

اسم مؤنث:

وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامت لفظی تقدیری طور پر پائی جائے۔

اسم مذکر:

وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامت لفظی یا تقدیری طور پر نہ پائی جائے۔

علامتِ تانیث:

اور تانیث کی تین علامتیں ہیں:

(۱): "تا" جیسے: طَلْحَۃُ۔ (۲): الف مقصورہ جیسے: حُبْلٰی۔ (۳): الف ممدودہ جیسے: حَمْرَآءُ۔

تاء مقدرہ یعنی فقط "تا" جیسے: اَرْضٌ اور دَارٌ میں تا موجود ہے کیونکہ ان کی تصغیر اُرَیْضَۃٌ اور دُوَیْرَۃٌ آتی ہے۔

مؤنث کی اقسام:

پھر مؤنث کی دو قسمیں ہیں:

(۱): حقیقی۔ (۲): لفظی۔

(۱): مؤنثِ حقیقی:

وہ مؤنث ہے جس کے مقابلہ میں نر جاندار ہو، جیسے: اِمْرَاَۃٌ اور نَاقَۃٌ۔

(۲) مؤنث لفظی:

وہ مؤنث ہے جو مؤنث حقیقی کے برعکس ہو (یعنی جس کے مقابلہ میں نر جاندار نہ ہو) جیسے: ظُلْمَۃٌ اور عَیْنٌ۔

اور تحقیق تو نے پہچانا فعل کے احکام کو جب اس کی اسناد کی گئی مؤنث کی طرف پس ہم

نہیں لوٹائیں گے اسے۔

چوتھی فصل

تثنیہ:

وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ما قبل مفتوح اور نونِ مکسور لاحق کر دیا گیا ہو تاکہ وہ دلالت کرے اس پر کہ بے شک اس کے ساتھ اس کی مثل دوسرا بھی ہے، جیسے: رَجُلَانِ اور رَجُلَیْنِ یہ صحیح میں ہے۔ (یعنی جاری مجریٰ صحیح)۔

اسمِ مقصور:

بہر حال اسمِ مقصور پس اگر اس کا الف بدلا ہوا ہو و سے اور وہ ثلاثی ہو تو تثنیہ کے وقت لوٹایا جاتا ہے اس کے اصل کی طرف، جیسے: عَصَوَانِ، عَصَا۔ میں اور اگر وہ ی یا واؤ سے بدلا ہوا ہو اور وہ غیر ثلاثی ہو یا کسی دوسرے حرف سے نہ بدلا ہو، تو تثنیہ بناتے وقت اسے ی سے بدل دیتے ہیں، جیسے: رَحَیَانِ، رَحیٰ میں۔ اور مَلْهَیَانِ مَلْهیٰ میں۔ اور حَبَارَیَانِ حَبَارٰی میں۔ حُبْلَیَانِ، حُبْلیٰ میں اور

اسمِ ممدودہ:

بہر حال اسمِ ممدود پس اگر اس کا ہمزہ اصلی ہو تو وہ تثنیہ میں باقی رہتا ہے، جیسے: قُرَّاءَانِ، قُرَّآءُ میں۔

اور اگر اس کا ہمزہ تثنیہ کے لیے ہو تو،،و،، سے بدل جاتا ہے۔ جیسے: حَمْرَاوَانِ، حَمْرَآءُ میں اور اگر وہ بدلا ہوا ہو اصلا و یا ی سے تو اس میں دو طریقے جائز ہیں، جیسے: کَسَاءٌ کَسَاوَانِ

اور کِسَاءَانِ۔

چند اہم قواعد

(۱): تثنیہ کے نون کا حذف کرنا واجب ہے اضافت کے وقت، جیسے تو کہے: جَاءَنِیْ غُلَامَا زَیْدٍ اور مُسْلِمَا مِصْرٍ۔

(۲): اسی طرح لفظ خُصْیَۃٌ اور اِلْیَۃٌ کی تثنیہ کے وقت تائے تانیث حذف کی جاتی ہے، جیسے تو کہتا ہے: خُصْیَانِ اور اِلْیَانِ کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں تو گویا کہ وہ دونوں ایک شئے ہیں۔

(۳): اور تو جان بے شک کہ جب ارادہ کرے تثنیہ کو تثنیہ کی طرف مضاف کرنے کا تو اعتبار کیا جائے گا جمع کا لفظ اول کے ساتھ، جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا (تحریم:۴) فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا (المائدہ:۳۸)

(۴): اور دو تثنیہ کے اجتماع میں کراہت ہے اس میں جو تاکید ہے ملنے کی وہ ان دونوں کے درمیان لفظی اور معنوی ہے۔

پانچویں فصل

مجموع:

وہ اسم ہے جو دلالت کرے مقصود اکائیوں پر مفرد حروف کے ساتھ کچھ تبدیلی کی وجہ سے یا تو:

(۱): لفظی، جیسے: رِجَالٌ، رَجُلٌ میں یا تو:

(۲): تقدیری، جیسے: فُلْكٌ، اُسْدٌ کے وزن پر بس بے شک اس کا مفرد بھی فُلْكٌ ہے لیکن وہ قُفْلٌ کے وزن پر ہے۔

پس قَوْمٌ اور رَهْطٌ اور اس جیسے اور اگرچہ یہ دلالت کریں اکائیوں پر لیکن یہ جمع نہیں ہیں کیونکہ ان کا مفرد نہیں آتا ان کو اسم جمع کہتے ہیں۔[1]

جمع کی اقسام:

پھر جمع کی دو قسمیں ہیں:

(۱): مصحح (سالم)۔ (۲): مکسر۔

(۱) مصحح (سالم):

وہ جمع جس میں واحد کی بنا تبدیل نہ ہو۔

مکسر:

وہ جمع جس میں واحد کی بناء تبدیل ہو جائے۔

جمع سالم کی اقسام:

جمع سالم کی دو قسمیں ہیں:

(۱): جمع مذکر سالم۔ (۲): جمع مؤنث سالم

---

[1] ...اسم جمع وہ مفرد لفظ ہے جس کی آگے کبھی کبھار جمع بھی آتی ہو مگر خود تنہا بھی تو جمعیت کا معنٰی دیتا ہو (القادری غفرلہٗ).

(۱) جمع مُذَکَّر سالم:

جمع مذکر سالم وہ ہے جس کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم اور نونِ مفتوحہ یا یاء ما قبل مکسور اور نونِ مفتوحہ بڑھا دیا گیا ہو تا کہ وہ اسم اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اس سے زیادہ افراد ہیں۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ۔ مُسْلِمِیْنَ۔ (یہ صحیح میں ہے)۔

بہر حال اسم منقوص کی یاء کو حذف کر دیا جائے گا۔ جیسے: قَاضُوْنَ اور دَاعُوْنَ۔ اور اسم مقصور کا الف حذف کر دیا جائے گا اور اس کا ما قبل مفتوح باقی رہے گا تا کہ وہ دلالت کرے الف محذوفہ پر، جیسے: مُصْطَفَوْنَ۔

چند اہم قواعد:

1) اور خاص کیا گیا ہے علم والوں سے یعنی واؤ اور یاء اور یا تو ان کا کہنا سِنُوْنَ۔ اور اَرَضُوْنَ اور قُلُوْنَ پس یہ شاذ ہیں۔

2) اور واجب ہے یہ کہ وہ نہ ہو یعنی جس اَفْعَلُ کی جمع کا ارادہ نہ ہو تو اس اَفْعَلُ کی مؤنث فَعْلَاءُ آتی ہے، جیسے: اَحْمَرُ، حَمْرَآءُ۔

3) اور فَعْلَان، کی جمع کا ارادہ نہ کرنا تو اس فَعْلَان، کی مؤنث فَعْلٰی آتی ہے، جیسے: سَکْرَانِ اور سَکْرٰی۔

4) اور فَعِیْلٌ کی جمع کا ارادہ نہ ہو تو یہ فَعِیْلٌ بمعنٰی مَفْعُوْلٌ ہو گا، جیسے: جَرِیْحٌ بمعنی مَجْرُوْحٌ آئے گا۔(1)

5) اور فَعُوْلٌ کی جمع کا ارادہ نہ ہو تو یہ فَعُوْلٌ بمعنٰی فَاعِلٌ ہو گا، جیسے: صَبُوْرٌ بمعنی صَابِرٌ۔

---

(1)...اسی معنی پر اسماعیل قتیل کہا جاتا ہے

6) اور واجب ہے اس کے نون (جمع) کا حذف کیا جانا اضافت کے وقت، جیسے: مُسْلِمُوْا مِصْرَ۔ (1)

(۲) جمع مؤنث سالم:

وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور تاء ہو، جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔ (اسکی واحد مُسْلِمَۃ ہے)

جمع مؤنث سالم کی شرط:

(۱): اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ صفت ہو اور اس کا مذکر بھی ہو جو نون اور واؤ کی جمع کے ساتھ آتا ہو، جیسے: مُسْلِمُوْنَ۔

(۲): اور اگر اس کا مذکر نہ ہو پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ مؤنث تاء سے خالی نہ ہو، جیسے: حَائِضٌ اور حَامِلٌ۔ (یہ بغیر تا کے بھی مؤنث شمار ہوتے ہیں کہ حیض اور نفاس مؤنث کا ہی خاصّہ ہے)

(۳): اور اگر وہ اسم غیر صفت ہو تو اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ بغیر شرط کے آئے گی، جیسے: هِنْدَاتٌ۔

اور جمع مکسر کے ثلاثی میں کثیر صیغے آتے ہیں جو کہ سماعی ہیں، جیسے: رِجَالٌ اور اَفْرَاسٌ اور فُلُوْسٌ۔

اور غیر ثلاثی میں فَعَالِلُ اور فَعَالِيْلُ کے وزن پر قیاس آتے ہیں جیسا کہ تو نے پہچانا علم الصرف میں ــــــــــــــــ افعال کی گردونوں

1 ...یہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ تھا (القادری غفرلہٗ)

جمع کی مزید دو اقسام:

پھر جمع کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱): جمع قلت۔ (۲): جمع کثرت۔

جمع قلت:

جمع قلت وہ ہے جس کا اطلاق دس یا اس سے کم افراد پر ہوتا ہے۔ اس کے چار اوزان ہیں۔

(۱): اَفْعَلُ۔ (۲): اَفْعَالٌ۔ (۳): اَفْعِلَةٌ۔ (۴): اور فِعْلَةٌ۔

اور صحیح کی دو جمعیں الف لام کے بغیر جیسے: زَیْدُوْنَ اور مُسْلِمَاتٌ۔ یہ دونوں بھی جمع قلت میں شامل ہیں۔

جمع کثرت:

جمع کثرت وہ جمع جو دس سے اوپر لا محدود افراد پر دلالت کرے، جمع قلت کے اوزان کے سوا باقی اوزان کثرت کے ہیں۔

چھٹی فصل

مصدر:

وہ اسم ہے جو پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے، فقط اور اس سے افعال مشتق ہوتے ہیں، جیسے: اَلضَّرْبُ، اَلنَّصْرُ۔

اور میں اسے نقل کرتا ہوں ثلاثی مجرد سے بغیر ضابطہ کے وہ پہچانے جاتے ہیں سماعی

سے اور غیر ثلاثی مجرد سے قیاسی آتے ہیں، جیسے: اَفْعَالٌ اور اِنْفِعَالٌ اور اِسْتِقْبَالٌ اور فَعْلَلَةٌ اور تَفَعْلُلٌ۔

مصدر کا عمل:

مصدر کا پہلا عمل: پس مصدر اگر مفعولِ مطلق نہ ہو وہ اپنے فعل کی طرح عمل کرتا ہے میری مراد یہ ہے کہ وہ رفع دیتا ہے فاعل کو اگر وہ فعلِ لازم ہو، جیسے: اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ۔

اور وہ مفعولِ بہ کو نصب بھی دیتا ہے اگر وہ فعل متعدی ہو، جیسے: اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًوا۔

چند اہم قواعد:

(۱): اور مصدر کے معمول کی تقدیم جائز نہیں ہے اس پر، پس نہیں کہا جاتا، جیسے: اَعْجَبَنِیْ زَیْدٌ ضَرْبٌ عَمْرًوا۔

اور نہیں کہا جاتا عَمْرًوا ضَرْبٌ زَیْدٌ۔ یعنی مذکورہ مثال نہیں بن سکتی کیونکہ یہ جائز نہیں ہے۔

(۲): اور اس کی اضافت جائز ہے فاعل کی طرف، جیسے: کَرِهْتُ ضَرْبَ زَیْدٍ عَمْرًوا۔

(۳): اور جائز ہے مفعول کی طرف، جیسے: کَرِهْتُ ضَرْبَ عَمْرٍو زَیْدٌ۔

مصدر کا دوسرا عمل: اور بہر حال اگر وہ (مصدر) مفعولِ مطلق ہو تو اس کا سے پہلے والا فعل عمل کرتا ہے۔ جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًوا۔ پس عمروا منصوب ہے ضَرَبْتُ کی وجہ

سے۔

ساتویں فصل

اسم فاعل:

وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا ہے تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطورِ حدوث قائم ہے اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے فاعل والے وزن پر آتا ہے۔ جیسے: ضَارِبٌ اور نَاصِرٌ۔

اسم فاعل کے بنانے کا طریقہ:

اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل اسی فعل کے مضارع کے وزن پر آتا ہے، جبکہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم اور ما قبل آخر کو کسرہ دیتے ہیں، جیسے: مُدْخِلٌ اور مُسْتَخْرِجٌ۔ آخر میں ضمہ کی جگہ تنوین دیتے ہیں

اسم فاعل کا عمل:

اور وہ اپنے فعل معروف کی طرح عمل کرتا ہے:

(۱): اگر وہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو اور وہ اعتماد کرے مبتداء پر، جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ۔

(۲): یا اس سے پہلے حال ہو، جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ ضَارِبًا اَبُوْهُ عَمْرًوا۔

(۳): یا اس سے پہلے موصول ہو، جیسے: مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ اَبُوْهُ عَمْرًوا۔

(۴): یا اس سے پہلے موصوف ہو، جیسے: عِنْدِیْ رَجُلٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًوا۔

(۵): یا اس سے پہلے ہمزہ استفہام ہو، جیسے: اَقَائِمٌ زَیْدٌ۔

(۶): یا اس سے پہلے حرفِ نفی ہو، جیسے: مَاقَائِمٌ زَیْدٌ۔

چند اہم قواعد:

(۱): پس اگر اسم فاعل ماضی کے معنی میں ہو تو فاعل کی اضافت واجب ہے معنی کے طور پر۔ جیسے: زَیْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو اَمْسِ۔ جبکہ یہ نکرہ ہو۔

(۲): بہر حال جب وہ معرف باللام ہو تو اس میں تمام زمانے برابر ہیں، جیسے: زَیْدُ نِ الضَّارِبُ اَبُوْہُ عَمْرًوا نِ الْآنَ یا غَدًا یا اَمْسِ۔

آٹھویں فصل

اسم مفعول:

وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا ہے تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوتا ہے اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

۱): لفظا، جیسے: مَضْرُوْبٌ۔ ۲): یا تقدیرا آتا ہے، جیسے: مَقُوْلٌ اور مَرْمِیٌّ۔[1]

اسم مفعول بنانے کا طریقہ:

غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول اسم فاعل کی طرح آتا ہے لیکن اس کے آخر کا ماقبل مفتوح آتا ہے، جیسے: مُدْخَلٌ اور مُسْتَخْرَجٌ۔ (آخر میں ضمہ کی جگہ تنوین دیتے ہیں)

---

[1]...مقول اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا مرمی اصل میں مَرْمُوْیٌ

اسمِ مفعول کا عمل:

اور وہ اپنے فعل مجہول کی طرح عمل کرتا ہے اور اس کے عمل کی وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کے بیان میں ذکر کی گئی ہیں۔ جیسے: زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ غلامهُ اْلآنَ یا غدًا یا اَمْسِ۔

نویں فصل

صفتِ مشبہ:

وہ اسم ہے جو فعلِ لازم سے مشتق ہوتا ہے تاکہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل بطور ثبوت (مستقل) قائم ہے اور اس کے صیغے اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں کے خلاف آتے ہیں، کیونکہ وہ سماعی پہچانے جاتے ہیں، جیسے: حَسَنٌ، صَعْبٌ، اور ظَرِیْفٌ۔[1]

صفتِ مشبہ کا عمل:

صفت مشبہ اپنے فعل کی طرح عمل کرتی ہے مطلقا اور اس کے لیے بھی شرائط ہیں جو اسم فاعل میں مذکور ہیں اور اس کے مسائل اٹھارہ ہیں۔

صفتِ مشبہ کی اٹھارہ صورتیں:

کیونکہ صفتِ مشبہ یا تو "معرف باللام" ہو گا یا "غیر معرف باللام" اور ان دونوں میں

---

[1] ... استاد گرامی قدر مفتی محمد رضاء المصطفیٰ کا تخلص بھی ،، ظریف ،، ہے ،یہی وجہ ہے کہ آپکا نام نامی اسم سامی بے لقب وکنیت و تخلص یوں رقم ہوتا ہے۔ ابو الخطاب مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف

سے ہر ایک کا معمول یا تو "مضاف" ہو گا یا "معرف باللام" ہو گا یا نہ مضاف ہو گا نہ معرف باللام بلکہ ان دونوں کے علاوہ ہو گا۔

پس اس کی چھ اقسام بنتی ہیں اور ان میں سے ہر معمول یا تو مرفوع ہو گا یا منصوب ہو گا یا مجرور ہو گا پس اس طرح کل اٹھارہ صورتیں بنتی ہیں اور اس کی تفصیل یہ ہے:

1) **پہلی صورت**: صفتِ مشبہ معرف باللام اور اس کا معمول بھی معرف باللام ہو۔

مثالیں:	(۱):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْهُ	قبیح
	(۲):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْهَ	احسن
	(۳):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْهِ	احسن

2) **دوسری صورت**: یا معمول مضاف ہو، جیسے:

مثالیں:	(۱):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْهُهٗ	احسن
	(۲):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْهَهٗ	حسن
	(۳):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْهِه	ممتنع

3) **تیسری صورت**: یا معمول نہ مضاف ہو نہ معرف باللام ہو بلکہ اس کے علاوہ ہو۔

مثالیں:	(۱):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْہٌ	قبیح
	(۲):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْهًا	احسن
	(۳):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْہٍ	ممتنع

4) **چوتھی صورت:** صفتِ مشبہ غیر معرف باللام ہو یعنی نکرہ ہو اور اس کا معمول معرف باللام ہو۔

مثالیں:	(۱):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْہِ	قبیح
	(۲):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْہَ	احسن
	(۳):	جَائَنِیْ زَیْدُنِ الْحَسَنُ الْوَجْہِ	احسن

5) **پانچویں صورت:** یا معمول مضاف ہو۔

مثالیں:	(۱):	جَائَنِیْ زَیْدُ حَسَنٌ وَجْہُہٗ	احسن
	(۲):	جَائَنِیْ زَیْدُ حَسَنٌ وَجْہَہٗ	حسن
	(۳):	جَائَنِیْ زَیْدُ حَسَنٌ وَجْہِہٖ	اختلاف

6) **چھٹی صورت:** یا معمول نہ مضاف ہو اور نہ معرف باللام ہو بلکہ اس کے علاوہ ہو۔

مثالیں:	(۱):	جَائَنِیْ زَیْدُ حَسَنٌ وَجْہٌ	قبیح
	(۲):	جَائَنِیْ زَیْدُ حَسَنٌ وَجْہًا	احسن
	(۳):	جَائَنِیْ زَیْدُ حَسَنٌ وَجْہٍ	احسن

چند اہم ضابطے:

(۱): اگر ایک ضمیر ہو چاہے صفتِ مشبہ میں ہو یا اس کے معمول میں تو یہ صورت احسن ہے (یعنی سب سے بہتر ہے)

(۲): اگر دو ضمیریں ہوں تو یہ صورت حسن ہے (یعنی بہتر ہے)

(۳): اگر کوئی ضمیر بھی نہ ہو تو یہ صورت قبیح ہے۔

ضابطہ: جب صفتِ مشبہ کا معمول مرفوع ہو تو صفتِ مشبہ میں ضمیر نہیں ہوتی۔

اگر صفتِ مشبہ اپنے معمول کو نصب یا جر دے تو اس میں ضمیر موصوف ہوتی ہے۔

دسویں فصل

اسم تفضیل:

وہ اسم ہے جو فعل سے اس لیے مشتق ہوتا ہے تاکہ موصوف مین معنی کے غیر کے مقابلہ میں زیادتی پر دلالت کرے۔

اور اس کا صیغہ مذکر کے لیے اَفۡعَلُ کے وزن پر آتا ہے۔

اسم تفضیل بنانے کا طریقہ:

وہ نہیں بنایا جاتا مگر ثلاثی مجرد سے جبکہ اس میں رنگ یا عیب کے معنی نہ پائے جائیں، جیسے: زَیۡدٌ اَفۡضَلُ النَّاسِ۔

پس اگر وہ غیر ثلاثی مجرد ہو یا وہ رنگ یا عیب کے معنی میں ہو تو واجب ہے یہ کہ اس کو بنایا جائے ثلاثی مجرد سے اَفۡعَلُ کے وزن پر تاکہ وہ دلالت کرے شدت، کثرت اور مبالغہ کے معنی پر اور اس کے بعد اس فعل کے مصدر کو ذکر کیا جائے منصوب تمیز ہونے کی بناء پر جیسا کہ تو کہتا ہے: ھُوَ اَشَدُّ اِسۡتِخۡرَاجًا اور اَقۡوٰی حُمۡرَۃً اور اَقۡبَحُ عَرَجًا۔

اور قیاس یہ تھا کہ وہ آئے فاعل سے جیسا کہ گزرا۔ اور کبھی وہ مفعول سے بھی آتا ہے، جیسے: اَعۡذَرُ اور اَشۡغَلُ اور اَشۡھَرُ اور اس کا استعمال تین طریقے سے ہوتا ہے۔

(۱): یا تو مضاف ہو کر، جیسے: زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ۔

(۲): یا معرف باللام، جیسے: زَیْدُ الْاَفْضَلُ۔

(۳): یا من کے ساتھ جیسے: زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔

ان صورتوں کا استعمال:

(۱): اور جائز ہے اسم تفضیل کو مفرد لانا اور موصوف کے مطابق لانا پہلی صورت میں، جیسے: اَزَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ اور اَلزَّیْدَانِ اَفْضَلُ الْقَوْمِ اور اَفْضَلَا الْقَوْمِ اور اَلزَّیْدُوْنَ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وَ اَفْضَلُوْا الْقَوْمِ۔

(۲): اور دوسری صورت میں اسم تفضیل کی موصوف سے مطابقت واجب ہے، جیسے: زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ اور اَلزَّیْدَانِ الْاَفْضَلَانِ۔

(۳): اور تیسری صورت میں اسم تفضیل کا مفرد مذکر ہونا واجب ہے ہمیشہ، جیسے: زَیْدٌ وَ هِنْدٌ وَالزَّیْدَانِ وَالْهِنْدَانِ وَالزَّیْدُوْنَ وَالْهِنْدَاتُ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔

اور تینوں صورتوں میں اس کا فاعل ضمیر ہوتی ہے اور اسم تفضیل عمل کرتا ہے اس ضمیر میں اور وہ عمل نہیں کرتا ظاہرا حقیقی طور پر مگر ان کے قول کی مثال، مَا رَءَیْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ فِیْ عَیْنِهِ الْکُحْلُ مِنْهُ فِیْ عَیْنِ زَیْدٍ پس بے شک اَحْسَنَ کا فاعل اَلْکُحْلُ ہے۔

دوسری قسم
فعل کے بارے میں

فعل کی اقسام:

اور بے شک اس کی تعریف گزر گئی اور اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱): ماضی۔ (۲): مضارع۔ (۳): امر۔

فعل ماضی:

وہ فعل ہے جو گزشتہ زمانے پر دلالت کرے۔

فعل ماضی کا حکم:

اور وہ مبنی ہوتا ہے فتح پر اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک اور واؤ نہ ہو، جیسے: ضَرَبَ۔

اور اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک ہو تو وہ مبنی بر سکون ہو گا، جیسے: ضَرَبْتُ اور اگر اس کے ساتھ واؤ ہو تو وہ مبنی بر ضمہ ہو گا۔ جیسے: ضَرَبُوْا۔

فعل مضارع:

وہ فعل ہے جس کے شروع میں حروفِ اتین میں سے کوئی حرف ہو اور وہ اسم سے مشابہت رکھتا ہو لفظا یعنی حرکات و سکنا میں، جیسے: یَضْرِبُ اور یَسْتَخْرِجُ جیسا کہ ضَارِبٌ اور مُسْتَخْرِجٌ اور ان دونوں کے شروع میں لام تاکید کے داخل ہونے میں مشابہت رکھتا ہو، جیسے تو کہتا ہے: اِنَّ زَیْدًا لَیَقُوْمُ جیسا کہ تو کہتا ہے: اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ۔ اور وہ دونوں برابری میں

ہوں حروف کی تعداد میں۔

اور معنوی مشابہت میں حال اور استقبال کے درمیان مشترک ہو اسم فاعل کی طرح اسی وجہ سے اس کا نام مضارع رکھا گیا ہے اور سین اور سوف خاص کر دیتے ہیں اسے مستقبل کے ساتھ، جیسے: سَیَضْرِبُ اور سَوْفَ یَضْرِبُ اور لام مفتوحہ حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے، لَیَضْرِبُ۔

حروفِ مضارع مضموم ہوتے ہیں رباعی میں، جیسے: یُدَحْرِجُ اور یُخْرِجُ کیونکہ ان کی اصل یاخرج ہے اور اس کے سوا مفتوح ہوتے ہیں، جیسے: یَضْرِبُ اور یَسْتَخْرِجُ۔

مضارع کے احکام:

اور بے شک نحوی اعراب دیتے ہیں اسے یعنی مضارع کو بے شک فعل کی اصل بنی ہے اسم سے مشابہت کی وجہ سے جو تونے جانا کہ اسم کی اصل معرب ہوتا ہے۔

اور جب نون تاکید اور جمع مؤنث کا نون نہ ملا ہو اس کے ساتھ یعنی مضارع کے ساتھ تو اس وقت مضارع معرب ہوتا ہے اور اس کے اعراب کی تین قسمیں ہیں:

(۱) رفع، جیسے: ھُوَ یَضْرِبُ۔ (۲): نصب، جیسے: لَنْ یَضْرِبَ۔ (۳): جزم، جیسے: لَمْ یَضْرِبْ۔

فصل

فعلِ مضارع کے اعراب کی اقسام:

فعلِ مضارع کے اعراب کی اقسام کے بارے میں اور وہ چار ہیں

1) **الاول:** یہ کہ رفع ہو ضمہ کے ساتھ اور نصب ہو فتحہ کے ساتھ اور جزم ہو سکون کے ساتھ اور وہ مفرد صحیح غیر مخاطبہ کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، جیسے تو کہتا ہے: هُوَيَضْرِبُ۔ اور لَنْ يَضْرِبَ۔ اور لَمْ يَضْرِبْ۔

2)

3) **الثانی:** یہ کہ رفع نون کے ثبوت کے ساتھ ہو اور نصب اور جزم اس کے حذف کرنے کے ساتھ اور وہ تثنیہ اور مذکر کی جمع اور واحد مؤنث مخاطبہ صحیح یا غیر صحیح دونوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، جیسے تو کہے گا: هُمَا يَفْعَلَانِ اور هُمْ يَفْعَلُوْنَ اور اَنْتَ تَفْعَلِيْنَ اور لَنْ يَّفْعَلَا۔ لَنْ يَّفْعَلُوْا اور لَنْ تَفْعَلِيْ اور لَمْ تَفْعَلَا اور لَمْ تَفْعَلُوْا اور لَمْ تَفْعَلِيْ۔

4) **الثالث:** یہ کہ رفع ہو ضمہ تقدیری کے ساتھ اور نصب ہو فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم ہو لام کے حذف ہونے کے ساتھ اور وہ ناقص یائی اور واوی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے تثنیہ اور جمع اور مخاطبہ کے بغیر جیسے تو کہے: هُوَيَرْمِيْ وَيَغْزُوْا۔ اور لَنْ يَّرْمِيَ اور لَنْ يَّغْزُوَ اور لَمْ يَرْمِ اور لَمْ يَغْزُ۔

5) **الرابع:** یہ کہ رفع ہو ضمہ تقدیری کے ساتھ اور نصب ہو فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جزم ہو لام کے حذف ہونے کے ساتھ اور وہ ناقص الفی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، تثنیہ اور جمع اور مخاطبہ کے بغیر، جیسے: هُوَيَسْعٰی۔ اور لَنْ يَّسْعٰی۔ اور لَمْ يَسْعَ۔

المرفوع:

مضارع مرفوع کا عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ ناصب اور جازم سے خالی ہوتا ہے، جیسے:

هُوَ يَضْرِبُ اور يَغْزُو اور يَرْمِي اور يَسْعٰى۔

المنصوب:

مضارع منصوب کے عامل پانچ حروف ہیں:

(۱): اَنْ، جیسے: اُرِيْدُ اَنْ تُحْسِنَ اِلَيَّ۔ (۲): لن۔ جیسے: اَنَا لَنْ اَضْرِبَكَ۔

(۳): کی۔ جیسے: اَسْلَمْتُ كَيْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔ (۴): اذن۔ جیسے: اِذَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكَ۔

ان تقدیری کے مقامات:

ان تقدیری ہوتا ہے سات جگہوں میں:

(۱): حتّٰی کے بعد، جیسے: اَسْلَمْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۔ (۲): لامِ کَی کے بعد، جیسے: قَامَ زَيْدٌ لِيَذْهَبَ۔ (۳): لام جحد کے بعد، جیسے: وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (سورۃ الانفال: ۳۳)

(۴): اور اس فاء کے بعد جو امر، نہی، استفہام، نفی، تمنی اور عرض میں سے کسی کے جواب میں واقع ہو۔

امر کی مثال: اَسْلِمْ فَتَسْلِمْ

نہی کی مثال: لَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ۔

استفہام کی مثال: هَلْ تَعَلَّمَ فَتَنْجُوَ۔

نفی کی مثال: مَاتَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ۔

تمنی کی مثال: لَيْتَ لِيْ مَالًا فَأُنْفِقَهُ۔

عرض کی مثال: أَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا۔

(۵): اور اس واؤ کے بعد واقع ہوتا ہے "أَنْ" جو مذکورہ چھ چیزوں کے جواب میں ہوں اسی طرح، جیسے: أَسْلِمْ وَتَسْلِمْ وغیرہ۔

(۶): اور اس "أَوْ" کے بعد "أَنْ" مقدر ہوتا ہے جو بمعنی إِلَى أَنْ یا إِلَّا أَنْ ہو، جیسے: لَأَحْبِسَنَّكَ اور تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ۔

(۷): اور واؤ عاطفہ کے بعد جبکہ معطوف علیہ اسم ظاہر ہو، جیسے: أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَأَنْ تَخْرُجَ۔

اظہار کی صورتیں:

جوازی صورتیں:

۱): اور لام کی کے ساتھ ان کا اظہار جائز ہے، جیسے: أَسْلَمْتُ لِأَنْ أَدْخُلَ الْجَنَّةَ

۲): اور واؤ عاطفہ کے ساتھ بھی ان کا اظہار جائز ہے، جیسے: أَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَأَنْ تَخْرُجَ۔

وجوبی صورت: اور ان کا اظہار واجب ہے اس وقت جب لام کی متصل ہو لام نافیہ کے ساتھ، جیسے: لِئَلَّا يَعْلَمَ۔

اور تو جان بے شک ان واقع ہوتا ہے علم کے بعد اور وہ فعل مضارع کو نصب دینے والا نہیں ہے کیونکہ وہ ثقیلہ سے خفیفہ بنا ہوتا ہے، جیسے: عَلِمْتُ أَنْ سَيَقُوْمُ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى (مزمل:۲۰)

اور بے شک ان واقع ہوتا ہے ظن کے بعد جائز ہیں اس میں دو صورتیں نصب دینا اس کا اور یہ کہ تو اس کو رکھے علم کے بعد واقع ہونے والے ان کی طرح، جیسے: ظَنَنْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ۔

المجزوم:

فعل مضارع مجزوم کے عوامل درج ذیل ہیں:

(۱): لَمْ، جیسے: لَمْ يَضْرِبْ۔ (۲): لَمَّا۔ جیسے: لَمَّا يَضْرِبْ۔

(۳): لام امر۔ جیسے: لِيَضْرِبْ۔ (۴): لائے نہی۔ جیسے: لَا تَضْرِبْ۔

اور کلماتِ مجازات یہ ہیں:

(۱): اِنْ۔ جیسے: اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ۔ (۲): مَهْمَا۔ (۳): اِذْمَا۔ (۴): حَيْثُمَا۔

(۵): اَيْنَ۔ (۶): مَتٰى۔ (۷): مَا۔ (۸): مَنْ۔ (۹): اَيُّ۔ (۱۰) اَنّٰى۔ (۱۱): اَنْ۔

حروفِ جوازم کے معانی:

اور تو جان یہ کہ لم مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور لما بھی مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے مگر لَمَّا کی نفی تمام زمانہ ماضی کو گفتگو کرنے کے زمانہ تک شامل ہوتی ہے۔ جیسے: قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ۔

اور فعل کا حذف کرنا بھی جائز ہے لما کے بعد خاص طور پر۔ جیسے: تو کہتا ہے: نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا۔ یعنی وَلَمَّا يَنْفَعْهُ النَّدَمُ یہ کہہ سکتے ہیں، مگر نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ یہ نہیں کہہ سکتے۔

شرط و جزاء کا بیان:

(۱):اور بہر حال کلماتِ مجازات حروف ہوں یا اسماء وہ داخل ہوتے ہیں دو جملوں پر تا کہ وہ دلالت کرے اس بات پر کہ بے شک پہلا جملہ سبب ہے دوسرے جملے کے لیے اور پہلے جملے کا نام شرط رکھا گیا ہے اور دوسرے کا نام جزاء رکھا گیا ہے۔

شرط و جزاء کے احکام:

(۱): پھر اگر شرط اور جزاء دونوں مضارع ہوں تو جزم واجب ہے۔ ان دونوں میں لفظا۔ جیسے:اِنْ تُكْرِمْنِيْ اُكْرِمْكَ۔

(۲): اور اگر وہ دنوں ماضی ہوں تو لفظا ان دونوں میں عمل نہیں ہو گا۔ جیسے: اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ۔

(۳): اور اگر جزاء اکیلے ماضی ہو تو جزم واجب ہے شرط میں، جیسے: اِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ۔

(۴): اور اگر شرط اکیلے ماضی ہو تو دو صورتیں جائز ہیں جزاء میں، جیسے: اِنْ جِئْتَنِيْ اُكْرِمْكَ۔

(۵): اور تو جان بے شک جب جزاء فعل ماضی حرفِ قد کے بغیر ہو تو اس میں فاء لانا جائز نہیں۔ جیسے: اِنْ اَكْرَمْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آلِ عمران:۹۷)

(۶): اور اگر جزاء مضارع مثبت یا منفی ہو لا کے ساتھ تو اس میں دو صورتیں جائز ہیں۔ جیسے: اِنْ تَضْرِبْنِيْ اَضْرِبْكَ اَوْ فَاَضْرِبُكَ اور اِنْ تَشْتُمْنِيْ لَا اَضْرِبْكَ اَوْ فَلَا اَضْرِبُكَ۔

(۷): اور اگر جزاء نہ وہ مذکورہ قسموں میں سے کوئی ایک تو پھر فاء کا لانا واجب ہے جزاء پر۔

فاء کے وجوب کی چار صورتیں ہیں:

اور اس طرح چار صورتیں بنتی ہیں:

پہلی صورت: یہ کہ جزاء ماضی ہو قد کے ساتھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ (یوسف:۷۷)

دوسری صورت: یہ کہ جزاء مضارع منفی ہو لا کے بغیر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلٰمِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ (آلِ عمران:۸۵)

تیسری صورت: یہ کہ جزاء جملہ اسمیہ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (انعام:۱۶۰)

چوتھی صورت: یہ کہ جزاء جملہ انشائی ہو یا تو امر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (آلِ عمران:۳۱)

یا پھر نہی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ (الممتحنہ:۱۰)

اور کبھی فاء کی جگہ جملہ اسمیہ کے ساتھ اذا واقع ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ (الروم:۳۶)

ان مقدر کی صورتیں:

اور بے شک ان مقدر ہوتا ہے پانچ افعال کے بعد جو درج ذیل ہیں:

(۱): امر، جیسے: تَعَلَّمْ تَنْجُ۔ (۲): نہی، جیسے: لَا تَکْذِبْ یَکُنْ خَیْرًا لَکَ۔

(۳): استفہام، جیسے: ہَلْ تَزُوْرُنَا نُکْرِمْکَ۔ (۴): تمنی، جیسے: لَیْتَكَ عِنْدِیْ اَخْدِمْکَ۔ (۵): عرض، جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَیْرًا۔

اور بعض جگہ نفی کے بعد بھی ان پوشیدہ ہوتا ہے، جیسے: لَا تَفْعَلْ شَرًّا یَکُنْ خَیْرًا لَکَ۔ اور اسی طرح ان مقدر ہو گا جب ارادہ کیا جائے گا کہ بے شک پہلا سبب ہے دوسرے کے لیے جیسا کہ تم نے دیکھا مثالوں میں۔

وضاحت: پس بے شک ہمارے قول تَعَلَّمْ تَنْجُ کا معنی یہ ہے: اِنْ تَعَلَّمْ تَنْجُ۔ اور باقی بھی اسی طرح ہیں۔

پس اس طرح پہلا سبب ثانی کے لیے تیرا قول منع کرتا ہے اس سے، جیسے: لَا تَکْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ۔ یعنی سبب کو روکنے کے لیے جبکہ صحیح نہیں ہے یہ کہ کہا جائے اِنْ لَا تَکْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ۔

امر:

وہ فعل ہے جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے کسی کام کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

بنانے کا طریقہ:

مضارع کے حرف کو مضارع سے حذف کیا جائے گا پھر تم دیکھو پس اگر مضارع کے حروف کے بعد ساکن ہو تو تم زیادہ کرو ہمزہ وصلی مضموم اگر ضمہ تیسرے حرف پر، جیسے: اُنْصُرْ۔

یا ہمزہ وصلی مکسور ہو گا اگر تیسرے حرف پر فتحہ یا کسرہ ہو، جیسے: اِعْلَمْ، اِضْرِبْ اور

استخرج اور اگر ساکن نہ ہو بلکہ متحرک ہو تو ہمزہ وصلی کی حاجت نہیں ہے، جیسے: عِدْ، حَاسِبْ۔

اور باب افعال سے امر دوسری قسم ہے اور وہ مبنی ہوتا ہے جزم کی علامت پر، یعنی سکون، جیسے: اِضْرِبْ، اُغْزُ، اِرْمِ، اِسْعَ، اِضْرِبَا، اِضْرِبُوا، اِضْرِبْنَ۔

مالم یسم فاعلہ (یعنی نائب الفاعل):

وہ فعل جس کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہو، اور وہ خاص ہے متعدی کے ساتھ اور اس کی علامت ماضی میں یہ کہ اس کا اول مضموم ہو فقط اور ما قبل آخر مکسور ہو یہ ان ابواب میں ہو گا جن کے شروع میں ہمزہ وصلی اور تاء زائدہ نہ آتی ہو، جیسے: ضُرِبَ، دُحْرِجَ، اُکْرِمَ۔

اور جن ابواب کے شروع میں تاء زائدہ ہو اور ان کا پہلا اور دوسرا حرف مضموم ہو اور ما قبل آخر مکسور ہو، جیسے: تُفُضِّلَ، تُضُوْرِبَ۔

اور یہ کہ اس کا پہلا اور تیسرا حرف مضموم ہوتا ہے اور اس کا ما قبل آخر مکسور ہوتا ہے جس کے شروع میں ہمزہ وصلی ہوتا ہے، جیسے: اُسْتُخْرِجَ۔ اُقْتُدِرَ۔ اور ہمزہ تابع ہوتا ہے مضموم حرف کے اگر گریا نہ جائے۔

اور مضارع میں یہ کہ علامت مضارع مضموم ہو گی اور ما قبل آخر مفتوح ہو گا، جیسے: یُضْرَبُ، یُسْتَخْرَجُ سوائے باب مُفَاعَلَةٌ، اِفْعَالٌ، تَفْعِیْلٌ، فَعْلَلَةٌ اور ان کے ملحقات ثمانیہ کے کیونکہ ان ابواب کا ما قبل آخر مفتوح ہوتا ہے، فقط۔ جیسے: یُحَاسَبُ، یُدَحْرَجُ۔

اجوف کی ماضی مجہول:

اور اجوف کی ماضی یہ آتی ہے: قِیْلَ۔ بِیْعَ۔ اور اشمام کے ساتھ قِیْلَ، بِیْعَ۔ اور واؤ کے ساتھ: قُوْلَ، بُوْعَ۔ اور اسی طرح اُخْتِیْرَ اور اُنْقِیْدَ مگر اُسْتُخِیْرَ کے علاوہ اور اُقِیْمَ کے علاوہ تاکہ فتح نہ ہو ان دونوں میں۔

اجوف سے مضارع مجہول:

اور مضارع میں عین کلمہ بدلتا ہے الف سے جیسے: یُقَالُ، یُبَاعُ۔ جیسا کہ تو پہچان چکا ہے مسئلہ کی انتہاء کو علم صرف میں۔

فصل

فعل کے بارے میں

فعل کی دو اقسام:

فعل یا تو متعدی ہو گا یا لازِم۔

متعدی:

وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا موقوف ہو فاعل کے علاوہ کسی دوسرے متعلق پر جیسے: ضَرَبَ۔

لازم:

وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا موقوف نہ ہو فاعل کے علاوہ کسی دوسرے متعلق پر، جیسے: قَعَدَ، قَامَ۔

متعدی کے متعدد مفعول:

اور متعدی کبھی ایک مفعول کو چاہتا ہے، جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔

اور کبھی دو مفعولوں کو چاہتا ہے، جیسے: اَعْطٰی زَیْدٌ عَمْرًوا دِرْھَمًا۔

اور اقتصار جائز ہے اس میں دو مفعولوں میں سے ایک پر۔ جیسے: اَعْطَیْتُ زَیْدًا اَوْ اَعْطَیْتُ دِرْھِمًا۔

مسئلہ: بابِ عَلِمْتُ دو مفعولوں کو چاہتا ہے مگر اس میں ایک مفعول پر اقتصار جائز ہے۔

اور کبھی متعدی تین مفعولوں کو چاہتا ہے، جیسے: اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا۔

متعدی کے مفعولوں کے احکام:

اور اس میں سے وہ افعال درج ہیں جو تین مفعولوں کو چاہتے ہیں، اَعْلَمَ۔ اَرٰی، اَنْبَاَ، اَخْبَرَ، خَبَّرَ، حَدَّثَ۔ اور یہ سات ہیں۔

اس کا پہلا مفعول دوسرے دو مفعولوں کے ساتھ۔ جیسا کہ دو مفعولوں کو چاہنے والا (اَعْطَیْتُ) اقتصار کے جواز میں ان مفعولوں میں سے ایک پر تقول (تو کہتا ہے): اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْدًا۔

اور دوسرا اور تیسرا مفعول ایک ساتھ، جیسے: دو مفعولوں کو چاہنے والا (عَلِمْتُ) ان دونوں مفعولوں میں سے کسی ایک پر بھی اقتصار جائز نہیں ہے پس تو نہیں کہے گا: اَعْلَمْتُ زَیْدًا خَیْرَ النَّاسِ بلکہ تو کہے گا: اَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًوا خَیْرَ النَّاسِ۔

فصل
افعالِ قلوب کے بارے میں

افعالِ قلوب:

یہ درج ذیل ہیں اور یہ سات ہیں:

(۱)عَلِمْتُ۔(۲):ظَنَنْتُ۔(۳):حَسِبْتُ۔(۴):خِلْتُ۔(۵):رَءَیْتُ۔
(۶):وَجَدْتُ۔(۷):زَعَمْتُ۔

افعالِ قلوب کا عمل:

اور یہ افعال مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس یہ افعال نصب دیتے ہیں مبتداء اور خبر کو مفعول ہونے کی بناء پر۔ جیسے: عَلِمْتُ زَیْدًا عَالِمًا۔

افعالِ قلوب کے خواص:

اور تو جان بے شک افعالِ قلوب کے کچھ خواص ہیں:

1) ان میں سے یہ کہ دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء جائز نہیں بہ خلاف بابِ اَعْطَیْتُ کے پس تو یہ نہیں کہے گا: عَلِمْتُ زَیْدًا۔

2) اور ان میں سے افعالِ قلوب کا عمل باطل ہو جاتا ہے جب وہ مبتداء اور خبر کے درمیان میں آئے یا آخر میں۔ جیسے: زَیْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ۔ زَیْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ۔

3) افعالِ قلوب کا عمل باطل ہو جاتا ہے جب وہ واقع ہو استفہام سے پہلے، جیسے: عَلِمْتُ اَزَیْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو۔ یا وہ واقع ہو نفی سے پہلے، جیسے: عَلِمْتُ مَا زَیْدٌ فِی الدَّارِ۔ یا وہ واقع ہو لامِ ابتداء سے پہلے، جیسے: عَلِمْتُ لَزَیْدٌ مُنْطَلِقٌ۔

4) اور ان میں سے بے شک جائز ہے یہ کہ ان کا فاعل اور ان کا مفعول دونوں ضمیریں ہوں ایک چیز کے لیے، جیسے: عَلِمْتُنِیْ مُنْطَلِقًا وَ ظَنَنْتُ فَاضِلًا۔

افعالِ قلوب کے مجازی معانی:

1) اور تو جان کبھی ظَنَنْتُ اِتَّهَمْتُ کے معنی میں ہوتا ہے۔

2) اور کبھی عَلِمْتُ عَرَفْتُ کے معنی میں ہوتا ہے۔

3) اور کبھی رَءَيْتُ اَبْصَرْتُ کے معنی میں ہوتا ہے۔

4) اور کبھی وَجَدْتُ اَصَبْتُ الضَّالَّةَ کے معنی میں ہوتا ہے

پس اس صورت میں صرف یہ ایک مفعول کو نصب دیتا ہے لہٰذا اُس وقت یہ افعال، افعالِ قلوب میں سے نہیں ہوتے۔

افعالِ ناقصہ:

وہ افعال ہیں جو اپنے مصادر کی صفت کے علاوہ کسی دوسری صفت کو اپنے فاعل کے لئے ثابت کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

(۱): کَانَ۔ (۲): اور صَارَ۔ (۳): ظَلَّ۔ (۴): بَاتَ۔ اِلٰی آخِرِهَا۔

افعالِ ناقصہ کا عمل:

وہ داخل ہوتے ہیں جملہ اسمیہ پر تاکہ اس کی نسبت کا فائدہ دے اور اس کے معنی کے حکم کا پس وہ رفع دیتے ہیں اول کو اور وہ نصب دیتے ہیں ثانی کو پس تو کہتا ہے جیسے: کَانَ زَيْدٌ قَائِمًا۔

کان کی اقسام:

اور کان تین قسموں پر ہے:

(۱):کان ناقصہ۔(۲):کان تامہ۔(۳):کان زائدہ۔

(۱)کان ناقصہ:

اور وہ دلالت کرتا ہے اپنی خبر کے ثبوت پر اپنے فاعل کے لیے ماضی میں یا تو ہمیشہ جیسے:كَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ یا عارضی، جیسے:كَانَ زَیْدٌ شَابًّا۔

(۲)کان تامہ:

یہ ثبت اور حصل کے معنی میں آتا ہے، جیسے:كَانَ الْقِتَالُ ای حَصَلَ الْقِتَالُ۔

(۳)کان زائدہ:

جملہ کا معنی تبدیل نہیں ہوتا کان کے گرنے سے جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

جِیَادُ بَنِی اَبِی بَکْرٍ تَسَامٰی

عَلٰی کَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ

یعنی عَلَی الْمُسَوَّمَةِ

دیگر افعال ناقصہ کے معانی:

اور صَارَ انتقال کے لیے آتا ہے یعنی کسی چیز کی حالت بدلنے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے:صَارَ زَیْدٌ غَنِیًّا۔

اور اَصْبَحَ اور اَمْسٰی دلالت کرتے ہیں جملے کے مضمون کے ملے ہونے پر ان اوقات

کے ساتھ، جیسے: اَصْبَحَ زَیْدٌ ذَاکِرًا۔ اَیْ کَانَ ذَاکِرًا فِیْ وَقْتِ الصُّبْحِ (ذکر زید صبح کے وقت میں حاصل ہوا۔)

اور وہ افعالِ صَارَ کے معنی میں بھی آتے ہیں، جیسے: اَصْبَحَ زَیْدٌ غَنِیًّا۔

اور تامہ بھی ہوتے ہیں اور وہ دخل کا معنی دیتے ہیں،فِی الصَّبَاحِ وَالضُّحٰی وَالْمَسَاءِ۔

اور ظَلَّ اور بَاتَ یہ دونوں دلالت کرتے ہیں جملے کے مضمون کے ملے ہوئے ہونے پر ان دونوں کے وقت کے ساتھ، جیسے: ظَلَّ زَیْدٌ کَاتِبًا۔

اور یہ دونوں صَارَ کے معنی میں بھی آتے ہیں:

مَازَالَ۔ مَافَتِئَ۔ مَابَرِحَ۔ مَاانْفَكَ۔ یہ چاروں افعال دلالت کرتے ہیں اپنی خبر کے استمرار پر اپنے فاعل کے لیے اس سے پہلے۔ جیسے: مَازَالَ زَیْدٌ اَمِیْرًا۔ اور حرفِ نفی مَا ضروری ہے اسے۔

اور مَادَامَ اپنی خبر کے ثبوت کی مدت کے تعین پر دلالت کرتا ہے جیسے: اَقُوْمُ مَادَامَ الْاَمِیْرُ جَالِسًا۔

اور لَیْسَ جملہ کے معنی کی نفی پر دلالت کرتا ہے حال میں اور کہا گیا ہے مطلقا اور بے شک تونے پہچانا اس کے بقیہ احکام کو قسم میں پس ہم بیان نہیں کرتے اسے دوبارہ۔

افعالِ مقاربہ:

وہ افعال ہیں جو خبر کے ان کے فاعل (اسم) سے قریب ہونے پر دلالت کرنے کے لیے وضع کئے گئے ہیں۔

افعالِ مقاربہ کی اقسام:

اور وہ (افعالِ مقاربہ) تین اقسام پر ہیں:

1) **اول:** امید کے لیے استعمال ہوتا ہے اور وہ عَسٰی ہے اور یہ فعل جامد ہے اور ماضی کے علاوہ اس کا استعمال نہیں ہوتا اور یہ عمل میں کاد کی مثل ہے مگر بے شک اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے ان کے ساتھ، جیسے: عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ۔

عَسٰی کے احکام:

اور خبر کی تقدیم جائز ہے اس کے اسم پر، جیسے: عَسٰی اَنْ یَقُوْمَ زَیْدٌ۔

اور کبھی ان کو حذف کیا جاتا ہے، جیسے: عَسٰی زَیْدٌ یَقُوْمُ۔

2) **الثانی:** وہ افعالِ مقاربہ جو حصول کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور وہ کَادَ ہے اور اس کی خبر مضارع ہوتی ہے ان کے بغیر۔ جیسے: کَادَ زَیْدٌ یَقُوْمُ۔

اور کبھی ان داخل ہوتا ہے، جیسے: کَادَ زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ۔

3) **الثالث:** وہ افعال مقاربہ جو کسی چیز کو فعل میں لینے اور شروع کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور وہ طَفِقَ جَعَلَ کَرِبَ اور اَخَذَ ہے اور یہ استعمال ہوتے ہیں کَادَ کی مثل جیسے: طَفِقَ زَیْدٌ یَکْتُبُ اور اَوْشَکَ کا استعمال کَادَ اور عَسٰی کی مثل ہے۔

فعل تعجب:

وہ فعل ہے جسے انشاء تعجب کے لیے وضع کیا گیا ہو اور اس کے دو صیغے آتے ہیں:

(۱): مَا اَفْعَلَهٗ، جیسے: مَا اَحْسَنَ زَیْدًا۔ یعنی اَیُّ شَیْئٍ اَحْسَنَ زَیْدًا اور اَحْسَنَ میں ضمیر اور وہ اس کا فاعل ہے۔

(۲): اَفۡعِلۡ بِہٖ۔ جیسے: اَحۡسِنۡ بِزَیۡدٍ۔

فعل تعجب کے متعلق چند اہم باتیں:

اور یہ دونوں صیغے نہیں بنائے جاتے مگر اس سے جس سے اسم تفضیل بنایا جاتا ہے۔

اور فعل تعجب پہنچتا ہے روکنے میں مَا اَشَدَّ اِسۡتِخۡرَاجًا کے مثل پہلے صیغہ میں اور اَشۡدِدۡ بِاِسۡتِخۡرَاجِہٖ کے مثل دوسرے صیغہ میں۔ جیسا کہ تو نے پہچانا اسم تفضیل اور تصرف جائز نہیں ہے ان دونوں صیغوں میں تقدیم کے ساتھ اور نہ تاخیر کے ساتھ اور نہ فاصلے کے ساتھ اور مازنی نے فاصلے کو جائز قرار دیا ہے ظرف کے ساتھ۔ جیسے: مَا اَحۡسَنَ الۡیَوۡمَ زَیۡدًا۔

افعالِ مدح وذم:

وہ افعال ہیں جنہیں کسی کی تعریف یا مذمت کے اظہار کے لیے وضع کیا گیا ہے بہر حال مدح کے لیے دو فعل آتے ہیں۔

(۱) نعم:

اور اس کا فاعل اسم معرف باللام ہوتا ہے، جیسے: نِعۡمَ الرَّجُلُ زَیۡدٌ۔

یا معرف باللام کی طرف مضاف ہوگا، جیسے: نِعۡمَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَیۡدٌ۔

اور کبھی اس کا فاعل ضمیر ہوتی اور اس کی تمیز نکرہ منصوبہ لانا واجب ہے، جیسے: نِعۡمَ رَجُلًا زَیۡدٌ۔

یا اس کی تمیز لفظ ما کے ساتھ آتی ہے، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَنِعِمَّا هِیَ سورہ

بقیہ ۲۷۱

یعنی نِعْمَ شَیْئاً ھِیَ اور زَیْدٌ کا نام مخصوص بالمدح رکھا گیا ہے۔

(۲) حَبَّذَا:

جیسے حَبَّذَا زَیْدٌ۔ اس میں جب فعل مدح ہے اور اس کا فاعل ذَا ہے اور مخصوص بالمدح زَیْدٌ ہے۔

اور جائز ہے یہ کہ مخصوص بالمدح سے پہلے یا بعد میں تمیز یا حال واقع ہونا، جیسے: حَبَّذَا رَجُلًا زَیْدٌ وَحَبَّذَا زَیْدٌ رَجُلًا۔ حَبَّذَا رَاکِبًا زَیْدٌ۔ وَحَبَّذَا زَیْدٌ رَاکِبًا۔

افعالِ ذم:

اور بہر حال مذمت کے لیے بھی دو فعل آتے ہیں:

(۱): بِئْسَ: جیسے: بِئْسَ الرَّجُلُ عَمْرٌو۔ وَبِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو۔ وَبِئْسَ رَجُلًا عَمْرٌو۔ اور

(۲): سَاءَ جیسے: سَاءَ الرَّجُلُ زَیْدٌ، وَسَاءَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَیْدٌ۔ وَسَاءَ رَجُلاً زَیْدٌ۔

باقی اقسام میں بِئْسَ کی مثل ہے۔

قسم سوم

حروف کے بارے میں

اور بے شک اس کی تعریف گزر گئی اور اس کی اقسام سترہ ہے:

(۱): حروفِ جارہ۔ (۲): حروفِ مشبہ بالفعل۔ (۳): حروفِ عطف۔ (۴): حروفِ تنبیہ۔

(۵): حروفِ نداء۔(٦): حروفِ ایجاب۔(۷): حروفِ زائدہ۔(۸): حروفِ تفسیر۔
(۹): حروفِ مصدریہ۔(۱۰): حروفِ تخضیض۔(۱۱): حروفِ توقع۔(۱۲): حروفِ استفہام۔(۱۳): حروفِ شرط۔(۱۴): حروفِ ردع۔(۱۵): تائے تانیث ساکنہ۔
(۱٦): تنوین۔(۱۷): نونِ تاکید۔

(۱) حروفِ جر:

وہ حروف ہیں جو فعل اور شبہ فعل یا معنیٰ فعل کو اپنے مدخول تک پہنچانے کے لیے وضع کیے گئے ہوں، جیسے: مَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔ اَنَا مَارٌّ بِزَيْدٍ۔ هٰذَا فِي الدَّارِ اَبُوْكَ۔ يَعْنِي اُشِيْرُ اِلَيْهِ فِيْهَا۔

اور یہ انیس حروف ہیں:

مِنْ:

یہ ابتدائے غایت کے لیے آتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ انتہاء درست ہو اس کے مقابلے میں جیسا کہ تو کہے گا مثلاً سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ۔ اور

مِنْ کا استعمال:

✍...مِنْ تبیین (وضاحت) کے لیے آتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ لفظ الذی کی وضع اس کی جگہ درست ہو جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج: ۳۰)۔ اور

✍...مِنْ تبعیض (مقدار) کے لیے آتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ لفظ بعض کا درست ہونا اس کی جگہ جیسے: اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ۔ اور

…مِنْ زیادت کے لیے آتا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ معنی میں خلل نہ ہو اس کے گرنے سے، جیسے: مَا جَاءَنِیْ مِنْ اَحَدٍ۔ اور

…مِنْ کلامِ موجب میں زیادہ نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ خلاف ہے کوفیوں کے اور بہر حال ان کا قول "قَدْ کَانَ مِنْ مَّطَرٍ" اور اس میں شبہ ہے پس اس کی تفسیر کی حاجت ہے۔

اِلٰی:

یہ انتہائے غایت کے لیے آتا ہے جیسا کہ گزر گیا اور اِلٰی مَعَ کے معنی میں بھی آتا ہے قلیل طور پر۔ جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشادِ رحمت ہے: فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ (المائدہ:٦)

حَتّٰی:

اور یہ الی کی مثل ہے۔ جیسے: نِمْتُ الْبَارِحَۃَ حَتَّی الصَّبَاحِ اور حَتّٰی مَعَ کے معنی میں بھی آتا ہے کثیر طور پر، جیسے: قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّی الْمُشَاۃِ۔

اور حَتّٰی داخل نہیں ہوتا مگر اسم ظاہر پر پس نہیں کہا جائے گا: حَتَّاہُ۔ کیونکہ یہ خلاف ہے مبرد کے اور شاعر کا قول ہے:

خَلَا وَاللّٰہِ لَا یَبْقٰی اُنَاسٌ

فَتًی حَتَّاكَ یَا ابْنَ اَبِیْ زِیَادٍ

یہ صورت شاذ ہے:

فی:

اور یہ ظرفیت کے لیے آتا ہے، جیسے: زَیْدٌ فِی الدَّارِ وَالْمَاءُ فِی الْکُوْزِ۔

اور فِیْ عَلٰی کے معنی میں بھی آتا ہے قلیل طور پر، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَاُوصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ (طٰہٰ:۷۱)

باء:

اس کے متعدد معانی ہیں:

- یہ الصاق کے لیے آتا ہے، جیسے: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ یعنی میرا گزرنا ایسی جگہ سے مل گیا کہ جس سے زید قریب ہے۔
- اور استعانت کے لیے آتا ہے، جیسے: کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ۔
- اور کبھی وہ تعلیل کے لیے آتا ہے، جیسے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ (البقرہ:۵۴)
- اور مصاحبت کے لیے آتا ہے، جیسے: خَرَجَ زَیْدٌ بِعَشِیْرَتِہٖ۔
- اور مقابلے کے لیے آتا ہے، جیسے: بِعْتُ ھٰذَا بِذَالِكَ۔
- اور تعدیہ کے لیے آتا ہے، جیسے: ذَھَبْتُ بِزَیْدٍ۔
- اور ظرفیت کے لیے آتا ہے، جیسے: جَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ۔
- اور زیادت کے لیے آتا ہے قیاسی طور پر نفی کی خبر میں، جیسے: مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ۔ اور اسفہام کی خبر میں، جیسے: ھَلْ زَیْدٌ بِقَائِمٍ سماعی طور پر مرفوع میں، جیسے:

بِحَسْبِكَ زَيْدٌ۔ یَعْنِي حَسْبُكَ زَيْدٌ۔ اور وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (الفتح:۴۸) یعنی كَفَى اللّٰهُ۔ اور منصوب میں، جیسے: اَلْقٰى بِيَدِهٖ يَعْنِي اَلْقٰى يَدَهٗ۔

لام:

اس کے بھی کئی معانی ہیں:

- اور یہ اختصاص کے لیے آتا ہے، جیسے: اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ۔ اَلْمَالُ لِزَيْدٍ۔
- اور تعلیل کے لیے آتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُهٗ لِلتَّادِيْبِ۔
- اور زیادت کے لیے ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: رَدِفَ لَكُمْ (النمل:۷۲) یعنی رَدِفَكُمْ۔
- اور لام عَنْ کے معنی میں آتا ہے، جب وہ استعمال کیا گیا ہو "قول" کے ساتھ۔ جیسے: ارشادِ باری تعالیٰ: وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ (احقاف:۱۱) اور اس میں نظر ہے۔
- اور لام واؤ کے معنی میں آتا ہے، قسم میں تعجب کے لیے، جیسا کہ ھزلی کا قول ہے:

لِلّٰهِ يَبْقٰى عَلَى الْاَيَّامِ ذُوْ حَيَدٍ

بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّيَانُ وَالْاٰسُ

رُبَّ:

یہ تقلیل کے لیے آتا ہے، جیسا کہ کم خبریہ تکثیر کے لیے آتا ہے۔

رُبَّ کے متعلق چند اہم قواعد:

رُبَّ کا آنا ضروری کلام کے شروع میں اور وہ داخل نہیں ہوتا مگر نکرہ موصور پر، جیسے:

رُبَّ رَجُلٍ کَرِیْمٍ لَقِیْتُہٗ۔

یا ضمیر مبہم مفرد مذکر پر ہمیشہ، اور اس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہوتی ہے جیسے: رُبَّہٗ رَجُلًا۔ رُبَّہٗ رَجُلَیْنِ۔ رُبَّہٗ رِجَالًا۔ رُبَّہٗ اِمْرَاَۃً۔ یہ بصریوں کے نزدیک ہے اور کوفیوں کے نزدیک مطابقت واجب ہے۔ جیسے: رُبَّھُمَا رَجُلَیْنِ۔ رُبَّھُمْ رِجَالاً۔ رُبَّھَا اِمْرَاَۃً۔ اور کبھی ماکافّہ ملحق ہوتا ہے رُبَّ سے پس وہ داخل ہوتا ہے دو جملوں پر، جیسے: رُبَّمَا قَامَ زَیْدٌ۔

اور رُبَّمَا زَیْدٌ قَائِمٌ اور رُبَّ کے لیے ضروری فعل ماضی کا ہونا کیونکہ رُبَّ تقلیل کے لیے آتا ہے جو تصدیق شدہ ہوتا ہے اور وہ (رُبَّ) یقین کے لائق نہیں ہوتا مگر ماضی کے ساتھ اور اکثر یہ فعل حذف کر دیا جاتا ہے جیسا کہ تمہارا قول: رُبَّ رَجُلٍ اَکْرَمَنِیْ۔ جواب میں اس کے جس نے کہا: ھَلْ لَقِیْتَ مَنْ اَکْرَمَكَ؟ یعنی رُبَّ رَجُلٍ اَکْرَمَنِیْ لَقِیْتُہٗ۔

پس اَکْرَمَنِیْ، رَجُلٌ کی صفت ہے اور لَقِیْتُہٗ رُبَّ کا فعل ہے اور وہ محذوف ہے۔

واؤ رب:

یہ واؤ جس کے ساتھ کلام کے شروع میں ابتداء ہوتی ہے، جیسا کہ شاعر کا قول:

وَبَلْدَۃٍ لَیْسَ بِھَا اَنِیْسُ

اِلَّا الْیَعَافِیْرُ وَاِلَّا الْعِیْسُ

واؤ قسم:

اور یہ اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہوتا ہے، جیسے: وَاللّٰهِ وَالرَّحْمٰنِ لَاَضْرِبَنَّ۔ پس نہیں کہا جائیگا: وَكَ۔

تائے قسم:

یہ صرف اسم جلالت (اللہ) کے ساتھ خاص ہے، پس نہیں کہا جائیگا: تَاالرَّحْمٰنِ۔ اور ان کا یہ قول شاذ ہے: تَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔

باءِ قسم:

یہ اسمِ ظاہر اور اسمِ ضمیر پر داخل ہوتا ہے، جیسے: بِاللّٰهِ۔ بِالرَّحْمٰنِ۔ بِكَ۔

جوابِ قسم اور اس کے احکام:

اور قسم کے لیے جوابِ قسم ضروری ہے اور یہ جملہ ہوتا ہے اور اس کا نام مُقْسَمٌ عَلَيْهَا رکھا جاتا ہے

پس اگر جوابِ قسم موجبہ ہو تو لام کا داخل کرنا واجب ہے جملہِ اسم اور فعلیہ میں: وَاللّٰهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ۔ وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا۔

اور "اِنَّ" کا جملہ اسمیہ میں داخل کرنا واجب ہے، وَاللّٰهِ اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ۔

اور اگر جوابِ قسم منفی ہو تو مَا اور لَا کا داخل کرنا واجب ہے، جیسے: وَاللّٰهِ مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ۔ وَاللّٰهِ لَا يَقُوْمُ زَيْدٌ۔

اور تو جان بے شک کبھی حرفِ نفی حذف کیا جاتا ہے التباس کے زائل ہونے کی وجہ

سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ (یوسف:۸۵)۔ یعنی لا تَفْتَؤُ۔

اور جوابِ قسم حذف کیا جاتا ہے اگر وہ پہلے ہو جس پر وہ دلالت کرتا ہے اس سے، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ وَاللّٰهِ۔ یا قسم درمیان میں ہو، جیسے: زَيْدٌ وَاللّٰهِ قَائِمٌ

عن:

یہ مجاوزت کے لیے آتا ہے، جیسے: رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْمِ اِلَى الصَّيْدِ۔

علی:

استعلاء کے لیے آتا ہے، جیسے: زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ۔

مسئلہ:

اور کبھی عَنْ اور عَلٰی اسم ہو جاتے ہیں جب ان دونوں پر حرفِ مِنْ داخل ہوتا ہے جیسا کہ تو کہتا ہے: جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِيْنِه۔ اور نَزَلْتُ مِنْ عَلَى الْفَرَسِ۔

کاف:

اس کے دو معانی ہیں:

۱ یہ تشبیہ کے لیے آتا ہے، جیسے: زَيْدٌ كَعَمْرٍو۔ اور کبھی زائدہ ہوتا ہے، جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (شوریٰ:۱۱)

۲ اور کبھی کاف اسم ہوتا ہے، جیسا کہ شاعر کا قول:

يَضْحَكْنَ عَنْ كَالْبَرَدِ الْمُنْهَمِ

مذ اور منذ:

یہ دونوں زمان کے لیے آتے ہیں یا تو زمانہ ماضی میں ابتدائے غایت کے لیے آتے ہیں، جیسا کہ تو شعبان کے مہینے میں کہتا ہے: مَا رَأَیْتُہٗ مُذْ رَجَب۔

یا ظرف کے لیے آتے ہیں زمانہ حال میں، جیسے: مَا رَأَیْتُہٗ مُذْ شَھْرِنَا وَمُنْذُ یَوْمِنَا یعنی فِیْ شَھْرِنَا وَفِیْ یَوْمِنَا۔

خلا، عدا، حاشا:

یہ تینوں استثناء کے لیے آتے ہیں، جیسے: جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدٍ۔ وَحَاشَا عَمْرٍو۔ وَعَدَا بَکْرٍ۔

حروفِ مشبہ بالفعل:

حروفِ مشبہ بالفعل چھ ہیں:

(۱):اِنَّ۔(۲):اَنَّ۔(۳):کاَنَّ۔(۴):لٰکِنَّ۔(۵):لَیْتَ۔(۶):لَعَلَّ۔

یہ حروف داخل ہوتے ہیں جملہ اسمیہ پر یہ نصب دیتے ہیں اپنے اسم کو اور رفع دیتے ہیں اپنی خبر کو جیسا کہ تم نے پہچانا، جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

اور کبھی ماکافہ ملحق ہوتا ہے حروفِ مشبہ بالفعل کے ساتھ پس یہ روکتا ہے اس کو عمل کرنے سے اور اس وقت وہ داخل ہوتا ہے افعال پر تو کہتا ہے: اِنَّمَا قَامَ زَیْدٌ۔

(۱-۲) اِنَّ اور اَنَّ:

اور تو جان بے شک اِنّ (ہمزہ مکسور) جملہ کا معنی نہیں بدلتا بلکہ اس میں تاکید پیدا کرتا

ہے اور اَنَّ (ہمزہ مفتوح) اپنے مابعد کے ساتھ مل کر یعنی اسم اور خبر سے مل کر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔

اِنَّ پڑھنے کے مواقع:

(۱): اور کسرہ دینا واجب ہے جب اِنَّ کلام کی ابتداء میں آئے، جیسے: اِنَّ: يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ (البقرہ:۶۸)

(۳): اور اسم موصول کے بعد، جیسے: مَا رَاَيْتُ الَّذِىْ اِنَّهٗ فِى الْمَسَاجِدِ۔

(۴): اور جب لام اس کی خبر پر آجائے، جیسے: اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ۔

اَنَّ پڑھنے کے مواقع:

(۱): اور فتح دینا واجب ہے جب وہ فاعل واقع ہوتا ہے، جیسے: بَلَغَنِىْ اَنَّ زَيْدًا قَائِمٌ۔

(۲): جب وہ مفعول واقع ہو، جیسے: كَرِهْتُ اِنَّكَ قَائِمٌ۔

(۳): اور جب وہ مبتداء واقع ہو، جیسے: عِنْدِىْ اَنَّكَ قَائِمٌ۔

(۴): اور جب وہ مضاف الیہ واقع ہو، جیسے: عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَكْرًا قَائِمٌ۔

(۵): اور جب وہ مجرور واقع ہو، جیسے: عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ بَكْرًا قَائِمٌ۔

(۶): اور لو کے بعد، جیسے: لَوْ اَنَّكَ عِنْدَنَا لَاَكْرَمْتُكَ۔

(۷): اور لولا کے بعد، جیسے: لَوْلَا اَنَّهٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَيْدٌ۔

چند اہم قواعد:

اور عطف جائز ہے ان مکسور کے اسم پر محل کے اعتبار سے رفع اور نصب دیتا الفاظ رفع

اور نصب دینا دونوں جائز ہیں۔ جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ وَعَمْرٌو وَّعَمْرًا۔

اور تو جان بے شک اِنَّ کی خبر پر لام کا داخل کرنا جائز ہے اور کبھی اِنَّ میں تخفیف کی جاتی ہے پس لام کا داخل کرنا ضروری ہے اس کی خبر میں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِنْ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ (هود:۱۱۱)۔

اور اس وقت اس کا عمل نہ کرنا بھی جائز ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ (یسین:۳۲)۔

اور ان کا داخل کرنا جائز ہے افعال پر مبتداء اور خبر پر، جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ الشعراء:۱۸۲)

اور اسی طرح اَنَّ میں کبھی تخفیف ہوتی ہے پس جب اس کا عمل کرنا واجب ہوتا ہے ضمیر شان مقدم میں پس یہ داخل ہوتا ہے جملہ اسمیہ پر، جیسے: بَلَغَنِيْ اَنْ زَيْدٌ قَائِمٌ۔

یا جملہ فعلیہ پر جیسے: بَلَغَنِيْ اَنْ قَدْ قَامَ زَيْدٌ۔

اور سِیْنَ یا سَوْفَ یا قَدْ یا حرفِ نفی کا فعل پر داخل کرنا واجب ہے، جیسے: عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى (مزمل:۲۰)۔

اور ضمیر مستتر ان کا اسم اور جملہ اس کی خبر واقع ہوتا ہے۔

(۳) كَاَنَّ:

یہ تشبیہ کے لیے آتا ہے، جیسے: كَاَنَّ زَيْدًا الْاَسَدُ۔

اور وہ مرکب ہوتا ہے کاف تشبیہ سے اور ان مکسور سے اور بے شک اسے فتح دیا جاتا

ہے کاف کے مقدم ہونے کی وجہ سے اس پر۔ اصل عبارت یوں ہے: اِنَّ زَیْدًا کَالْاَسَدِ۔
اور کبھی وہ مخفف ہوتا ہے پس وہ عمل نہیں کرتا۔ جیسے: کَاَنْ زَیْدٌ اَسَدٌ۔

(۴) لٰکِنَّ:

استدارک کے لیے آتا ہے اور یہ دو مختلف کلاموں کے درمیان آتا ہے یعنی معنوی تبدیلی میں، جیسے: مَاجَاءَنِی الْقَوْمِ لٰکِنَّ عَمْرًوا جَاءَ۔ وَغَابَ زَیْدٌ لٰکِنَّ حَاضِرٌ۔
اور اس کے ساتھ واؤ کا آنا بھی جائز ہے۔ جیسے: قَامَ زَیْدٌ وَلٰکِنَّ عَمْرًوا قَاعِدٌ۔
اور کبھی یہ مخفف ہوتا ہے اس وقت یہ عمل نہیں کرتا۔ جیسے: مَشٰی زَیْدٌ لٰکِنْ بَکْرٌ عِنْدَنَا۔

(۵) لیت:

یہ تمنا کے لیے آتا ہے، جیسے: لَیْتَ هِنْدًا عِنْدَنَا۔
امام فراء جائز کہتے ہیں یہ لَیْتَ زَیْدًا قَائِمًا یعنی لَیْتَ کو اَتَمَنّٰی کے معنی میں لیتے ہیں۔

(۶) لعل:

یہ ترجی کے لیے آتا ہے، جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

اور لَعَلَّ کا مدخول مجرور ہوتا ہے کبھی لیکن یہ شاذ ہے، جیسے: لَعَلَّ زَیْدٍ قَائِمٌ۔

لعل کی چند لغات:

اور لَعَلَّ میں مختلف لغات آئی ہیں۔ عَلَّ۔ عَنَّ۔ اَنَّ لَاَنَّ۔ لَعَنَّ۔ اور امام مبرد کے نزدیک اس کی اصل عل ہے اس میں لام کا اضافہ کیا تو لَعَلَّ بن گیا اور باقی فروع ہیں۔

حروفِ عطف:

(۱):وَاوٌ۔(۲):فَاء۔(۳):ثُمَّ۔(۴):حَتّٰی۔(۵):اَوْ۔(۶):اِمَّا۔ (۷):لَا۔

(۸):اَمْ۔(۹):بَلْ۔(۱۰):لٰكِنْ۔

پس پہلے چار جمع کے لیے آتے ہیں۔

(۱):پس واؤ مطلق جمع کے لیے آتی ہے، جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔ برابر ہیں زید و عمرو پہلے آنے میں۔

(۲):اور فاء ترتیب کے لیے آتی ہے بغیر تاخیر کے، جیسے: قَامَ زَیْدٌ فَعَمْرٌو۔ جبکہ زید پہلے اور عمرو آخر میں ہے بغیر تاخیر کے۔

(۳):اور ثُمَّ ترتیب کے لیے آتا ہے تاخیر کے ساتھ، جیسے: دَخَلَ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو۔ جبکہ زید پہلے ہے اور ان دونوں کے درمیان تاخیر ہے۔

(۴):اور حَتّٰی ترتیب اور تاخیر میں ثُمَّ کی طرح ہے مگر بے شک اس کی تاخیر ثُمَّ کی تاخیر سے کم ہے اور لازم ٹھہرایا گیا ہے یہ کہ اس کا معطوف داخل ہو معطوف علیہ میں اور یہ فائدہ دیتا ہے قوت یا کمزوری کا معطوف میں، جیسے:

قوت کی مثال: مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْاَنْبِيَاءُ۔

کمزوری کی مثال: قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةُ۔

(۵-۶-۷) أَوْ- إِمَّا- أَمْ: یہ تینوں حروف دو مبہم چیزوں میں سے ایک غیر عین کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں، جیسے: مَرَرْتُ بِرَجُلٍ أَوْ اِمْرَأَةٍ۔

اور اِمَّا بے شک یہ حرفِ عطف ہی ہوتا ہے جب دوسرا اِمَّا اس سے پہلے ہو، جیسے: اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَاِمَّا فَرْدٌ۔

اور جائز ہے یہ کہ اما مقدم ہو اوپر، جیسے: زَیْدٌ اِمَّا کَاتِبٌ أَوْ اُمِّیٌّ۔

اَمْ کی اقسام:

اور اَمْ دو قسموں پر ہے:

(۱) متّصلہ۔ (۲) منقطعہ۔

(۱) متصلہ:

وہ ہے جس کے ساتھ دو چیزوں میں سے ایک کے تعین کے بارے میں سوال کیا جائے اور سائل کو ام کے ساتھ دو مبہم چیزوں میں سے ایک کا ثبوت معلوم ہو، بخلاف أَوْ اور اِمَّا کے۔

پس بے شک سائل ان دونوں کے ساتھ اصلا ان دونوں میں سے ایک کے ثبوت کو بھی نہیں جانتا۔

ام متصلہ کے استعمال کی شرائط:

اور وہ (ام متصلہ) استعمال کیا جاتا ہے تین شرائط کے ساتھ۔

(۱) الاول: یہ کہ ہمزہ واقع ہو اس سے پہلے، جیسے: أَزَیْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو۔

(۲) الثانی: یہ کہ ایسے لفظ کی مثل ملا ہوا ہو اس سے جو ہمزہ سے ملا ہوا ہو، میری مراد یہ ہے کہ اگر ہمزہ کے بعد اسم ہو تو اسی طرح ام کے بعد بھی اسم ہو، جیسا کہ گزر گیا۔

اور اگر ہمزہ کے بعد فعل ہو تو اسی طرح اس کے بعد بھی فعل موجود ہو، جیسے: اَقَامَ زَیْدٌ اَمْ قَعَدَ۔ پس نہیں کہا جائے گا اَرَاَیْتَ زَیْدًا اَمْ عَمْرًوا۔

(۳) الثالث: یہ کہ دو درست باتوں میں سے ایک محقق ہو اور محض تعین کے بارے میں سوال کیا جائے پس اسی وجہ سے واجب ہے یہ کہ اَمْ کا جواب تعین کے ساتھ ہو نَعَمْ اور لَا کے بغیر۔

پس جب کہا جائے: اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو۔ پس اس کا جواب ان دونوں میں سے ایک کے تعین کے ساتھ ہو۔

بہر حال جب سوال کیا جائے اَوْ یا اِمَّا کے ساتھ تو اس کا جواب نَعَمْ یا لَا کے ساتھ دیا جائے گا۔

(۲) ام منقطعہ:

وہ ہے جو ہمزہ کے ساتھ بل کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ تو نے دیکھا ایک صورت کو دور سے تو نے کہا: محض البتہ یہ اونٹ ہے راستے طے کرنے پر پھر تجھے شک حاصل ہوا یہ بکری ہے، پس تو نے کہا: اَمْ ھِیَ شَاۃٌ تو پہلے خبر کے بارے میں تو نے اعراض کا قصد کیا اور دوسرا سوال شروع کیا اس کا معنی بَلْ ھِیَ شَاۃٌ ہے۔

اور تو جان بے شک ام منقطعہ استعمال نہیں کیا جائے گا مگر خبر میں جیسا کہ گزر گیا اور استفہام میں، جیسے: اَعِنْدَکَ زَیْدٌ اَمْ عَمْرٌو۔

پہلے تو نے سوال کیا زید کے حصول کے بارے میں پھر تو نے پہلے سوال سے اعراض کیا اور تو نے سوال میں عمرو کے حصول کو۔

(۸-۹-۱۰) لاَ۔ بل۔ لکِنْ: یہ تینوں حروف دو باتوں میں سے کسی ایک معین کے حکم کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں۔

بہر حال لا پس نفی کے لیے آتا ہے جو ثابت ہے پہلے کے لیے دوسرے سے، جیسے:

جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو۔

اس کا معنی بل جَاءَنِیْ عَمْرٌو اور مَا جَاءَ بَکْرٌ بَلْ خَالِدٌ اس کا معنی بَلْ مَا جَاءَ خَالِدٌ۔

اور لٰکِنْ استدراک کے لیے آتا ہے اور نفی لازم ہے اس کے ما قبل کو، جیسے: مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌو وَجَاءَ۔ یا اس کے بعد ما کو جیسے: قَامَ بِكَ لٰکِنْ خَالِدٌ لَمْ یَقُمْ۔

حروفِ تنبیہ:

حروفِ تنبیہ تین ہیں:

(۱) اَلَا۔ (۲): اَمَا۔ (۳): ھَا۔

یہ تینوں حروف مخاطب کو تنبیہ کے لیے وضع کئے گئے ہیں تا کہ کوئی شے فوت نہ ہو اس کی کلام میں سے۔

پس اَلَا اور اَمَا یہ دونوں داخل نہیں ہوتے مگر جملہ اسمیہ پر جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ (البقرہ:۱۲)

اور شاعر کا قول:

اَمَا وَالَّذِیْ اَبْکٰی وَاَضْحَكَ وَالَّذِیْ

اَمَاتَ وَاَحْیٰی وَالَّذِیْ اَمْرُہُ الْاَمْرُ

یا جملہ فعلیہ پر، جیسے: اَمَا لَا تَفْعَلُ اور اَلَا تَضْرِبُ۔

اور تیسرا ھا ہے یہ داخل ہوتا ہے جملہ اسمیہ پر، جیسے: ھَا زَیْدٌ قَائِمٌ۔ اور مفرد پر جیسے: ھٰذَا اور ھٰؤُلَاءِ۔

حروفِ نداء:

حروفِ نداء پانچ ہیں:

(۱): یَا۔ (۲): اَیَا۔ (۳): ھَیَا۔ (۴): اَیْ۔ (۵): ہمزہ مفتوحہ (اَ)

پس اَیْ اور ہمزہ مفتوحہ یہ دونوں قریب کے لیے آتے ہیں اور اَیَا اور ھَیَا یہ دونوں بعید کے لیے آتے ہیں اور یَا ان دونوں کے لیے اور متوسط کے لیے بھی آتا ہے اور بے شک منادی کے احکام گزر گئے۔

حروفِ ایجاب:

حروف ایجاب چھ ہیں:

(۱): نَعَمْ۔ (۲): بَلٰی۔ (۳): اَجَلْ۔ (۴): جَیْرِ۔ (۵): اِنَّ۔ (۶): اَیْ۔

بہر حال نَعَمْ تو سابقہ کلام کی تقریر کے لیے آتا ہے جبکہ وہ مثبت ہو یا منفی، جیسے: اَجَاءَ زَیْدٌ قُلْتُ نَعَمْ۔ اور اَمَا جَاءَ زَیْدٌ تو نے کہا: نَعَمْ۔

اور بَلٰی خاص ہوتا ہے ایجاب کے ساتھ جس کی نفی کی گئی ہو سوال میں، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی (الاعراف:۱۷۲)۔

یا خبر میں جیسا کہ کہا جاتا ہے لَمْ يَقُمْ زَيْدٌ تو نے کہا: بَلٰی یعنی تحقیق وہ کھڑا ہوا۔

اور ای اثبات کے لیے آتا ہے استفہام کے بعد اور قسم ضروری ہے اسے یعنی ای کو۔
جیسا کہ جب کہا جائے: هَلْ كَانَ كَذَا؟ تو کہے گا: اَیْ وَاللهِ۔

اور اَجَلْ اور جَيْرِ اور یہ تینوں خبر کی تصدیق کے لیے آتے ہیں جیسا کہ جب کہا جائے جَاءَ زید تو کہے گا: اَجَلْ۔ یا جَيْرِ۔ یا اِنَّ۔ یعنی میں تمہاری تصدیق کرتا ہوں اس خبر میں۔

حروفِ زائدہ:

حروفِ زائدہ سات ہیں:

(۱): اِنْ۔ (۲): مَا۔ (۳): لَا۔ (۴): بَاء۔ (۵): مِن۔ (۶): لَامْ۔ (۷): اَنْ۔

پس ان زیادہ کیا جاتا ہے مانافیہ کے ساتھ، جیسے: مَا اِنْ زَيْدٌ قَائِمٌ۔

اور ما مصدریہ کے ساتھ، جیسے: اِنْتَظِرْ مَا اِنْ يَّجْلِسُ الْاَمِيْرُ۔

اور لما کے ساتھ جیسے: لَمَّا اِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ۔

اور زیادہ کیا جاتا ہے لما کے ساتھ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ (یوسف:۹۶)۔

اور لَوْ اور قَسَمِ مقدَّم کے درمیان، جیسے: وَاللهِ اَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ۔

اور ما زیادہ کیا جاتا ہے اِذَا، مَتٰى، اَیٌّ، اَنّٰى، اَيْنَ اور ان کے ساتھ جبکہ یہ کلماتِ شرط واقع ہوں جیسا کہ تو کہتا ہے اِذْ مَا صُمْتَ صُمْتُ۔ اور باقی بھی اسی طرح ہیں۔

اور ما حروفِ جر کے بعد بھی زیادہ کیا جاتا ہے، جیسے اللہ پاک کا ارشاد ہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ (آلِ عمران:۱۵۹)

اور قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

(المؤمنون:۴۰)

اور مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۬ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا (۲۵) (نوح:۲۵)

اور زَيْدٌ صَدِيْقِيْ كَمَا اَنَّ عَمْرًا اَخِيْ۔

اور لا نفی کے بعد واؤ کے ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے جیسے: مَا جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو۔ اور ان مصدریہ کے بعد، جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۱) (البلد:۱): بمعنی اقسم۔

اور بہر حال (۵): مِنْ۔ (۶) باء، اور (۷): لَام پس بے شک ان کا ذکر حروفِ جر کی بحث میں گزر گیا ہے پس ہم نہیں لوٹائیں گے اسے۔

حروفِ تفسیر:

حروفِ تفسیر دو ہیں:

(۱): اَيْ۔ (۲): اَنْ۔

پس ای جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ (یوسف:۸۲)۔

اور اِن بے شک جس فعل کی تفسیر کی گئی ہے اس کے ساتھ وہ قول کے معنی میں ہو، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ (۱۰۴) (الصافات:۱۰۴)

پس نہیں کہا جائے گا: قُلْتُ لَهٗ اَنِ اكْتُبْ۔ جب کہ وہ قول کا لفظ ہے اس کا معنی نہیں۔

حروفِ مصدریہ:

حروفِ مصدریہ تین ہیں:

(۱):مَا۔(۲):اَنْ۔(۳):اَنَّ۔

پہلے دو جملہ فعلیہ کے لیے آتے ہیں، جیسے ارشادِ الٰہی ہے: وَ ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (۱۱۸) ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ (التوبہ:۱۱۸)۔

اور شاعر کا قول:

یُسِرُّ الْمَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّیَالِیْ

وَكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابًا

اور ان جیسے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ (۵۶) فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا (النمل:۵۶)۔

اور اَنَّ جملہ اسمیہ کے لیے آتا ہے، جیسے: عَلِمْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ اَیْ قِیَامُكَ۔

حروفِ تخضیض:

حروفِ تخضیض چار ہیں:

(۱):هَلَّا۔(۲):اَلَّا۔(۳):لَوْلَا۔(۴):لَوْمَا۔

یہ کلام کے شروع میں آتے ہیں اور یہ معنی دیتے ہیں ترغیب دینے کا اکسانے کا فعل پر اگر یہ فعل مضارع پر داخل ہوں، جیسے: هَلَّا تَاْكُلُ۔

اور یہ معنی دیتے ہیں ملامت کا اگر یہ ماضی پر داخل ہوں، جیسے: هَلَّا ضَرَبْتَ زَیْدًا۔

اور اس وقت یہ تخضیض کا معنی نہیں دیتا مگر اس اعتبار سے جو گزر گیا اور وہ (حروفِ

تخضیض) داخل نہیں ہوتے مگر فعل پر جیسا کہ گزر گیا۔

اور اگر کوئی اسم واقع ہو اس کے بعد تو فعل پوشیدہ ہو گا جیسا کہ تو کہتا ہے جو شخص کسی قوم کو مارے ھَلَّا زَیْدًا یعنی ھَلَّا ضَرَبْتَ زَیْدًا۔

اور یہ تمام حروف مرکب ہوتے ہیں ان کا دوسرا اجزء حرفِ نفی ہوتا ہے اور پہلا حرف شرط یا استفہام یا حرفِ مصدر ہوتا ہے، جیسے:

(۱): ھَلْ + لَا = ھَلَّا۔ (۲): اَنْ + لَا = اَلَّا۔ (۳): لَوْ + لَا = لَوْلَا۔ (۴): لو + مَا = لَوْمَا۔

اور لولا دوسرے میں کے لیے بھی آتا ہے یہ دوسرے جملہ کی نفی اور پہلے جملہ کے وجود کے لیے آتا ہے، جیسے: لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَكَ عُمَرُ۔

اور اس وقت وہ محتاج ہوتا ہے دو جملوں کی طرف ان دونوں میں سے پہلا ہمیشہ اسمیہ ہوتا ہے۔

حروفِ توقع:

حرف توقع ایک ہے:

قَدْ: یہ ماضی پر داخل ہوتا ہے ماضی کو قریب کرنے کے لیے حال پر، جیسے: قَدْ رَکِبَ الْاَمِیْرُ۔

یعنی ابھی سے تھوڑی دیر پہلے۔ اسی وجہ سے اس کا نام حرفِ تقریب بھی رکھا گیا ہے اور اسی لیے قد کا ماضی لازم ہے تا کہ مفہوم درست ہو اور یہ کہ وہ حال واقع ہو۔

قد کے مختلف استعمالات:

اور قد کبھی تاکید کے لیے آتا ہے جب وہ جواب واقع ہو یعنی جو سوال کرے: ھَلْ قَامَ

زَیْدٌ؟ تو کہتا ہے: قَدْ قَامَ زَیْدٌ۔

اور قد کبھی مضارع میں تقلیل کے لیے آتا ہے، جیسے: اِنَّ الْکَذُوْبَ قَدْ یَصْدُقُ۔ اور اِنَّ الْجَوَّادَ قَدْ یَبْخُلُ۔

اور قَدْ کبھی تحقیق کے لیے آتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْکُمْ (الاحزاب:۱۸)۔

چند اہم قواعد:

اور فاصلہ جائز ہے حرفِ قد اور فعل کے درمیان قسم سے، جیسے: قَدْ وَاللّٰہِ اَحْسَنْتَ۔

اور کبھی فعل کو حذف کیا جاتا ہے قد کے بعد قرینہ پائے جانے کے وقت جیسا کہ شاعر کا قول ہے:

اَفِدَ التَّرَحُّلُ غَیْرَ اَنَّ رِکَابَنَا۔
لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَکَاَنْ قَدِنْ

یعنی وَکَاَنْ قَدْ زَالَتْ۔

حروفِ استفہام:

حروفِ استفہام دو ہیں:

(۱): ہمزہ۔ (۲): ھَلْ۔

اور یہ دونوں کلام کے شروع میں آتے ہیں اور وہ داخل ہوتے ہیں جملہ اسمیہ پر، جیسے: اَزَیْدٌ قَائِمٌ؟

یا جملہ فعلیہ پر، جیسے: ھَلْ قَامَ زَیْدٌ؟

اور وہ دونوں اکثر جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں جبکہ فعل سے سوال کرنا اولی ہے۔

اور کبھی ہمزہ داخل ہوتا ہے بعض جگہوں میں اور ھَلْ کا داخل کرنا جائز نہیں ہے اس میں، جیسے: اَزَیْدًا ضَرَبْتَ؟ اَتَضْرِبُ زَیْدًا وَھُوَاَخُوْكَ ،،اَزَیْدٌعِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو ،، اور اَوَمَنْ كَانَ اور اَفَمَنْ كَانَ اور اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ۔

اور ھَلْ استعمال نہیں کیا جاتا ان مذکورہ جگہوں میں اور یہاں مزید بحث ہے۔

حروفِ شرط:

حروفِ شرط تین ہیں:

(۱): اِنْ۔ (۲): لَوْ۔ (۳): اَمَّا۔

یہ کلام کے شروع میں آتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک داخل ہوتا ہے دو جملوں پر اور وہ دونوں جملے اسمیہ ہوتے ہیں یا فعلیہ یا دونوں مختلف ہوتے ہیں۔

حروف شرط کے استعمالات:

پس "اِنْ" مستقبل کے لیے آتا ہے اگرچہ وہ داخل ہو ماضی پر، جیسے: اِنْ زُرْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ۔

اور "لَوْ" ماضی کے لیے آتا ہے اگرچہ وہ داخل ہو مضارع پر، جیسے: لَوْ تَزُوْرُنِيْ اَكْرَمْتُكَ۔

اور فعل کا آنا ضروری ہے ان دونوں کے ساتھ لفظا جیسا کہ گزر گیا یا تقدیرا جیسے: اِنْ اَنْتَ زَائِرِيْ فَاَنَا اُكْرِمُكَ۔

اور تو جان لے "اِنْ" استعمال نہیں کیا جاتا مگر مشکوک امور میں پس نہیں کہا جائے گا

اٰتِیْکَ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔ بلکہ کہا جائے گا: اٰتِیْکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

اور "لو" دلالت کرتا ہے دوسرے جملے کی نفی پر پہلے جملے کی نفی کے سبب سے۔ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء: ۲۲)

اور جب قسم واقع ہو کلام کے شروع میں حرفِ شرط سے پہلے تو واجب ہے یہ کہ فعل ماضی ہو لفظاً جس پر حرفِ شرط داخل ہو، جیسے: وَاللّٰهِ اِنْ اَتَیْتَنِیْ لَاَکْرَمْتُکَ۔

یا معنیً: جیسے: وَاللّٰهِ اِنْ لَمْ تَأْتِنِیْ لَاَهْجُرَنَّکَ۔

اور اس وقت دوسرا جملہ لفظاً جوابِ قسم واقع ہوتا ہے نہ کہ جزاء شرط کے لیے پس اسی لیے واجب ہے اس میں جو واجب ہے جوابِ قسم میں یعنی لام کا آنا اور اس جیسے: جیسا کہ تو نے دیکھا دونوں مثالوں میں۔

بہر حال اگر قسم واقع ہو کلام کے درمیان میں جائز ہے یہ کہ قسم کا اعتبار کیا جائے ساتھ اس کے کہ جوابِ قسم ہو اس کے لیے جیسے: اِنْ اَتَیْتَنِیْ وَاللّٰهِ لَاٰتِیَنَّکَ۔

اور جائز ہے یہ کہ وہ قسم غلط قرار دی جائے، جیسے: اِنْ تَأْتِنِیْ وَاللّٰهِ اٰتِکَ۔

اور اما تفصیل کے لیے آتا ہے اس کی جو مجمل ذکر کیا گیا ہو، جیسے: اَلنَّاسُ سَعِیْدٌ وَّشَقِیٌّ اَمَّا الَّذِیْنَ سَعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ۔

اور فاء کا لانا واجب ہے اس کے جواب میں اور یہ کہ پہلا سبب ہوتا ہے دوسرے کے لیے اور یہ کہ اس کا فعل اَمَّا کے بعد والا حذف کیا جاتا ہے ساتھ اس کے کہ بے شک شرط کے لیے فعل ضروری ہے اور اسی لیے تاکہ معلوم ہو کہ اس کے بعد آنا اسم کے واقع ہونے کا حکم بیان کرنا مقصود ہے، (یعنی فعل حذف کریں گے تاکہ اما کے اسم کا حکم بیان کیا جائے) جیسے:

اَمَّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ۔

اور اس کی وضاحت مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ۔ پس فعل اور جار اور مجرور کو حذف کیا گیا ہے اما کو قائم مقام رکھا گیا مَهْمَا کے یہاں تک کہ باقی بچا اَمَّا زَيْدٌ مُنْطَلِقٌ اور جب حرفِ شرط کا داخل کرنا مناسب نہ رہا فائے جزاء پر تو ہم نے نقل کیا فاء کو جزءِ ثانی کی طرح اور انہوں نے وضع کیا جزءِ اول کو اما ار فاء کے درمیان محذوف فعل کے عوض میں۔

پھر یہ جزِاول اگر صلاحیت رکھتا ہو ابتداء کی پس یہ مبتداء واقع ہو گا جیسا کہ گزر گیا ورنہ اس کا عامل وہ ہو گا جو فاء کے بعد ہے۔ جیسے: اَمَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ۔ پس مُنْطَلِقٌ عامل ہے يَوْمَ الْجُمُعَةِ کا جو ظرف اور معمول ہے۔

حرفِ ردع:

حرفِ ردع "كَلَّا" ہے یہ وضع کیا گیا ہے متکلم کو جھڑکنے اور اسے روکنے کے لیے اس سے جس سے متکلم گفتگو کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ (۱۷) (الفجر:۱۷)۔

یعنی متکلم یہ نہیں بولے گا پس بے شک یہ اس طرح نہیں ہے۔

کَلَّا خبر کے بعد آتا ہے اور کبھی امر کے بعد بھی آتا ہے جیسا کہ جب کہا گیا تجھے اِضْرِبْ زَيْدًا۔ پس تو کہے گا: كَلَّا۔ یعنی میں ہر گز ایسا نہیں کروں گا۔

اور کبھی وہ حَقًّا کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (۳) (التکاثر:۳)۔

اور وقت کَلَّا اسم ہو گا اور مبنی ہو گا کیونکہ وہ مشابہ ہے حرفِ کَلَّا کے اور کہا گیا ہے کہ

كَلَّا حرف بھی ہوتا ہے بمعنیٰ ان کے جو جملہ کی تحقیق کے لیے آتا ہے، جیسے: كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى (العلق:٦)۔ بمعنی اِنَّ۔

تائے تانیث ساکنہ:

تائے تانیث ساکنہ ملی ہوتی ہے ماضی سے تاکہ وہ دلالت کرے ایسی مؤنث پر کہ جس کی طرف فعل کی اسناد کی گئی ہو۔ جیسے: ضُرِبَتْ هِنْدٌ۔

اور بے شک تو پہچانا اس کے ملنے کے وجوب کی جگہوں کو اور جب کوئی ساکن حرف ملے اس کے بعد اس سے یعنی تائے ساکنہ سے تو واجب ہے اور اس کو کسرہ کی حرکت دینا کیونکہ جب ساکن کو حرکت دی جائے تو اسے کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے، جیسے: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ۔

اور اس کو حرکت دینا واجب نہیں ہے واپس لوٹا کر جس کو حذف کیا گیا ہو اس کے ساکن ہونے کی وجہ سے پس نہیں کہا جائے گا: رَمَاتِ الْمَرْأَةُ۔

کیونکہ اس کی عارضی واقع ہوتی ہے التقاءِ ساکنین کو دور کرنے کے لیے پس ان کا قول (اہل عرب) ہے: اَلْمَرْأَتَانِ رَمَاتَا۔ ضعیف ہے۔

اور بہر حال تثنیہ کی علامت کا ملنا جمع مذکر اور جمع مؤنث سے پس یہ صورت ضعیف ہے پس نہیں کہا جائے گا: قَامَا الزَّيْدَانِ اور قَامُوا الزَّيْدُوْنَ اور قُمْنَ النِّسَاءُ۔

اور یہ تثنیہ اور جمع کی علامت کا ملنا ہے تقدیراً فعل کے ساتھ یہ ضمیریں نہیں ہوں گی کیونکہ ضمائر قبل از ذکر لازم آئے گی بلکہ یہ علامات دلالت کرے گی فاعل کے احوال پر جیسا کہ تائے ثابت۔

تنوین:

تنوین نون ساکن نٗ ہوتا ہے وہ کلمہ کی آخری حرکت کے تابع ہوتا ہے اور یہ فعل کی تاکید کے لیے نہیں آتا۔

تنوین کی اقسام:

اور اس تنوین کی پانچ اقسام ہیں:

(۱):تَنْوِیْن تَمَکُّنْ۔(۲):تنوین تَنْکِیْر۔(۳):تنوینِ عِوَضْ۔

(۴):تنوینِ مُقَابَلَہ۔(۵):تنوین تَرَنُّمْ۔

(۱) تنوین تمکن:

وہ تنوین ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ اسم اسمیت کے تقاضے میں راسخ ہے یعنی منصرف ہے، جیسے: زَیْدٌ اور رَجُلٌ۔

(۲) تنوین تنکیر:

وہ تنوین ہے جو کسی اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، جیسے صَہٍ یعنی,, تم خاموش رہو خاموش رہنا کسی وقت میں۔

اور بہر حال صَہْ سکون کے ساتھ ہے پس اس کا معنی تو اس وقت چپ رہ۔

(۳) تنوینِ عوض:

وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے، جیسے: حِیْنَئِذٍ اور سَاعَتَئِذٍ اور یَوْمَئِذٍ یعنی اصل میں حِیْنَ اِذْ کَانَ کَذَا ہے۔

(۴) تنوین مقابلہ:

وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں ہوتی ہے، جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔
نوٹ: اور یہ چاروں خاص ہیں اسم کے ساتھ۔

(۵) تنوین ترنم:

وہ تنوین ہے جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں آتی ہے، جیسے:

اَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالْعِتَابَنْ
وَقُوْلِيْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

اور اس کا قول:

يَا اَبَتَا عَلَّكَ اَوْ عَسَاكِنْ

اور کبھی تنوین تمکن کو حذف کیا جائے گا علم سے جبکہ وہ موصوف ہو اِبْنٌ یا اِبْنَةٌ کا اور یہ مضاف ہو دوسرے علم کی طرف، جیسے: جَاءَنِيْ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو۔ اور هِنْدُ ابْنَةُ بَكْرٍ۔

نونِ تاکید:

وہ نون ہے جو وضع کیا گیا ہو امر اور مضارع کی تاکید کے لیے جبکہ اس مین طلب ہو اور قد کو ماضی کی تاکید کے لیے وضع کیا گیا ہے نون کے مقابلے میں۔

نونِ تاکید کی اقسام:

اور نونِ تاکید کی دو قسمیں ہیں:

(۱): نونِ خفیفہ۔ (۲): نونِ ثقیلہ۔

نونِ خفیفہ: یعنی ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، جیسے: اِضْرِبَنْ۔

نونِ ثقیلہ: یعنی مشدد ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اگر الف نہ ہو اس سے پہلے، جیسے: اِضْرِبَنَّ اِضْرِبُنَّ۔

اور مکسورہ ہوتا ہے اگر الف اس سے پہلے موجود ہو، جیسے: اِضْرِبَانِّ۔ اِضْرِبْنَانِّ۔

اور وہ نونِ ثقیلہ داخل ہوتا ہے امر، نہی، استفہام، تمنی اور عرض میں جوازی طور پر کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں طلب ہوتی ہے، جیسے:

امر: اِضْرِبَنَّ۔

نہی: لَاتَضْرِبَنَّ۔

استفہام: هَلْ تَضْرِبَنَّ۔

تمنی: لَيْتَكَ تَضْرِبَنَّ۔

عرض: اَلَاتَنْزِلَنَّ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا۔

اور کبھی نونِ ثقیلہ داخل ہوتا ہے قسم میں وجوبی طور پر اس کے واقع ہونے سے یعنی قسم کے۔

جو مطلوب ہوتا ہے اکثر متکلم کو پس نحویوں نے ارادہ کیا کہ قسم کا آخر خالی نہ ہو تاکید کے معنی سے جیسا کہ اس کا اول خالی نہیں ہوتا اس سے یعنی تاکید سے، جیسے: وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا۔

چند اہم قواعد:

اور تو جان بے شک نونِ تاکید کے ماقبل کو ضمہ دینا واجب ہے جمع مذکر میں، جیسے: اِضْرِبُنَّ تاکہ وہ دلالت کریں واؤ محذوفہ پر۔

اور نونِ تاکید کے ماقبل کو کسرہ دینا واجب ہے مؤنث مخاطبہ میں، جیسے: اِضْرِبِنَّ تاکہ وہ دلالت کریں یائے محذوفہ پر۔

اور نونِ تاکید کے ماقبل کو فتحہ دینا واجب ہے سوائے ان دونوں کے یعنی جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر۔

بہر حال مفقود میں نونِ تاکید کے ماقبل کو فتحہ دینا واجب ہے کیونکہ اگر ضمہ دیا گیا تو التباس لازم آئے گا۔ جمع مذکر کے ساتھ اور اگر کسرہ دیا گیا تو التباس لازم آئے گا واحد مؤنث کے ساتھ۔

اور بہر حال نونِ تاکید کے ماقبل کو فتحہ دیناواجب ہے تثنیہ اور جمع مؤنث میں کیونکہ نونِ تاکید کا ماقبل الف ہوتاہے جو کہ فتحہ کے حکم میں ہے؛ جیسے: اِضْرِبَانِّ۔ اِضْرِبْنَانِّ اور الف زیادہ کیا گیاہے نونِ تاکید سے پہلے جمع مؤنث میں تاکہ تین نون کے جمع ہونے میں کراہت نہ ہو، یعنی نونِ ضمیری اور تاکید کے دونونِ خفیفہ و ثقیلہ۔

اور نونِ خفیفہ داخل نہیں ہوتا تثنیہ میں اصلا اور نہ جمع مؤنث میں کیونکہ اگر تونے حرکت دی نون کو تو وہ خفیفہ نہ رہاپس وہ نہ رہااصل پر اور اگر تو اسے باقی رکھا ساکن تو التقائے ساکنین عَلٰی غَیرِحَدِّہٖ لازم آئے گا اور یہ پسند نہیں یعنی جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے حبیب ﷺ کی نگاہِ عنایت سے ھدایۃ النحو کا منفرد طرز پر ترجمہ وخلاصہ آج بروز پیر مکمل ہوا، اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ اسے اساتذہ وطلبہ کے لیے فائدہ مند بنائے۔ آمین۔

اس کا نام بندہ ناچیز نے "عطر النحو تلخیص ہدایۃ النحو" تجویز کیاہے۔ اساتذہ فن اس میں جو خوبی پائیں یہ ان کا اپناہی فیضانِ کرم ہے البتہ اس کی جملہ خامیوں کا تنِ تنہا ذمہ دار بندہ ناچیز ہے۔ لہٰذا ان خامیوں پر مطلع کرنے والے حضرات کا ممنون ہوں گا نیز آیندہ ایڈیشن میں وہ اغلاط دور کرنے کی بھی پوری سعی کروں گا۔

محمد عارف محمود غفرلہ۔

انتساب!

امی جان مرحومہ وہمشیرہ مرحومہ وخوش دامن مرحومہ کے ایصالِ ثواب کیلیے بلخصوص اپنے پیرومرشد جملہ اساتذہ کرام ومشائخ عظام کے نام نیز اپنے گلشن کو نونہال عزیزم محمد حسنین رضاخان عطاری آسکی امی جان اور بہنوں کے نام۔

فقیر محمد عارف محمود قادری رضوی عطّاری